ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ محدث

لاہور پاکستان

385 | نومبر 2019

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی

مدیر
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

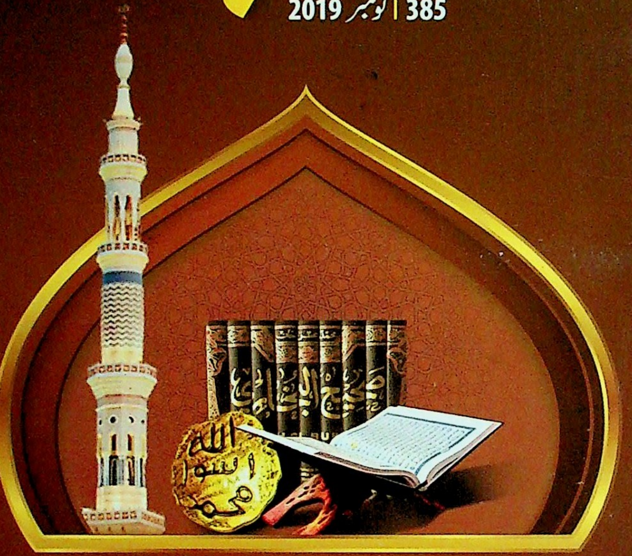

4 کفریہ معابد کی تعمیر و تجدید اور شریعتِ اسلامیہ
36 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مبارک صفات ......
66 مولانا صغیر احمد شاغف اور ان کے لطائفِ علمیہ

جامعۃ لاہور الاسلامیۃ

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

مجلس التحقیق الاسلامی

تبلیغ دین کے لیے مجلس التحقیق الاسلامی کی عظیم الشان

ویب سائٹس

فنی معاونت	علمی معاونت	زیرنگرانی	زیرسرپرستی
انجینئر محمد شاکر اعوان	قاری مصطفیٰ راسخ	ڈاکٹر حافظ انس نضر	ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی
انجینئر عمیر حسن راجہ	قاری خضر حیات	ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی	ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

محدث
Mohaddis.com

محدث لائبریری
Kitabosunnat.com

محدث فتویٰ
UrduFatwa.com

محدث میگزین
Magazine.Mohaddis.com

محدث فورم
Forum.Mohaddis.com

خصوصیات

- اسلامی کتب، مضامین اور فتاویٰ کے لیے مقبول ترین اور روزانہ اپڈیٹ ہونے والی ویب سائٹس۔
- اسلامی لٹریچر اور شرعی مسائل کے لیے دنیا بھر سے ملنے والے مطالبوں کی تکمیل
- یومیہ مناسبت کے مطابق خصوصی مضامین
- تمام ویب سائٹس اردو زبان میں
- تمام ویب سائٹس پر تبصرے وجائزے اور تاثرات وشماریات کی سہولت

جاری پروگرام

محدث
Mohaddis.com
احادیث نبویہ کا عظیم ذخیرہ، ترجمہ اور تحقیق وتخریج کی سہولت کے ساتھ

محدث لائبریری
Kitabosunnat.com
- یومیہ 3 کتب کا اضافہ (PDF)
- حالات کی مناسبت سے اہم مضامین

محدث فتویٰ
UrduFatwa.com
- تمام سلفی مطبوعہ فتاویٰ جات کی اپ لوڈنگ
(نئے پیش آمدہ مسائل کے فوری جوابات)

محدث میگزین
Magazine.Mohaddis.com
47 سال کے مطبوعہ تمام شمارے
(Unicode / PDF)

محدث فورم
Forum.Mohaddis.com
موضوعات: 34,261 ترسیلات: 279,857
اراکین: 4930

یومیہ 25000 وزیٹر
ہرلحہ 3000 قارئین

مستقبل کے منصوبے

- محدث یونیکوڈ لائبریری
- محدث بلڈ بنک
- محدث آڈیو، ویڈیو سیکشن
- رسائل وجرائد سیکشن

ماہانہ اخراجات سوا تین لاکھ روپے

زیراہتمام: مجلس التحقیق الاسلامی 99-J ماڈل ٹاؤن، لاہور

Mobile:+92 322 7222288
anasnazar99@gmail.com

Account: kitabosunnat.com, 0093-01875659, Bank AlFalah, Urdu Bazar, Lahore Swift Code: ALFPKKA093

Designing: AK 0321-4966404

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ

محدث

لاہور پاکستان

مدیر اعلیٰ

ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنیؒ

مدیر

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

جلد 50 — نومبر 2019ء / ربیع الاول 1441ھ — عدد 04

مینجر

محمد اصغر 0305 4600861

مجلس مشاورت

▪ حافظ صلاح الدین یوسف ▪ ڈاکٹر محمد حماد لکھوی ▪ ڈاکٹر محمد اسحاق زاہد

▪ ڈاکٹر حافظ انس مدنی ▪ ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی ▪ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

فہرست مضامین

فکر و نظر — ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

کفریہ معابد کی تعمیر و تجدید اور شریعتِ اسلامیہ 4

فقہ و اجتہاد — شیخ ابراہیم بن سلیمان

بلادِ اسلامیہ میں کفریہ معابد کے احکام 27

تذکارِ صحابہ — ڈاکٹر حافظ محمد شریف شاکر، ڈاکٹر حافظ مسعود قاسم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مبارک صفات 36

ملتِ اسلامیہ — ثمرہ شفیق، ایمن جاوید

چینی صوبے سنکیانگ میں مسلمانوں کے حالات 52

یادِ رفتگاں — ڈاکٹر صہیب حسن، لندن

مولانا صغیر احمد شاغف اور ان کے لطائفِ علمیہ 66

دعوت و تعلیم — حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

قرآن کریم کے حقوق اور ملّی اخوت کی اہمیت 79

زرسالانہ =/300 روپے

فی شمارہ =/60 روپے

بیرون ملک

زرسالانہ =/20 ڈالر

فی شمارہ =/4 ڈالر

Monthly Muhaddis
A/c No: 984-8
UBL-Model Town
Bank Squre Market, Lahore.

دفتر کا پتہ

99جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700

042-35866396, 35866476

Email:
Mohaddislhr@gmail.com

Publisher:
Hafiz Abdur Rahman Madni

Printer:
Shirkat Printing Press, Lahore.

Islamic Research Council

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے، ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کُلّی اتفاق ضروری نہیں!

کفریہ معابد کی تعمیر و تجدید اور شریعتِ اسلامیہ

مسلم حکومت کا اوّلین مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی وطاعت کو فروغ دینا اور کلمۃ اللہ کی سربلندی کی جدوجہد کرنا ہے جیسا کہ سورۃ الحج:۴۱ میں مسلم حکومت کے مقاصد میں صلوٰۃ وزکوٰۃ کی اقامت کرنا اور اللہ کے بتائے ہوئے معروف کو جاری اور منکرات کا خاتمہ کرنا شامل ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے یمن میں جب اپنے حاکم سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو ان کو سب سے پہلے کلمہ توحید کے فروغ کی تلقین کی۔ پاکستان کا مقصد بھی بانی پاکستان کی زبانی 'دورِ حاضر میں اسلامی حکومت کا قیام' ہے اور دستورِ پاکستان میں بھی قرار دادِ مقاصد کا مؤثر حصہ اس کی تاکید اور مستقل قانونی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ موجودہ حکومت بھی ریاستِ مدینہ کے قیام کی مسلسل تکرار کرتی رہتی ہے۔

دوسری طرف عمران حکومت کے تحت، اسلام اور مسلمانوں کی بجائے، غیر مسلموں کی پذیرائی، کفریہ شعائر کا فروغ اور ان کے لئے آئے روز نت نئی سہولیات متعارف کرائی جارہی ہیں۔ ۹/نومبر ۲۰۱۹ء کو عمران خان نے خالی قومی خزانے سے ڈیڑھ ارب کی خطیر رقم صرف کرکے، کرتارپور راہداری کھول کر سکھ مذہب کی خود ساختہ توحید وتصوف کے فروغ کے لئے اہم سہولت کار کا کردار ادا کیا ہے۔ نیز ننکانہ صاحب میں قیامِ پاکستان سے پہلے کا متروکہ گوردوارہ بھی تزئین وآرائش کے بعد سکھوں کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ سکھ مت کے بانی بابا گرونانک نے پانچ صدیاں قبل اپنی زندگی کے آخری ۱۸ سال یہاں گزارے اور یہاں ہی ان کی راکھ اُڑائی گئی، اس ناطے کرتارپور کو سکھوں کے ہاں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس موقع پر یادگاری ٹکٹ اور یادگاری سکہ بھی حکومت نے جاری کیا ہے۔ کرتارپور میں ماضی کا ۴ ایکڑ پر قائم گوردوارہ اب ۸۰۰ ایکڑ کو محیط ہوگا، اور یہ دنیا کا سب سے بڑا گوردوارہ ہوگا۔ بابا گرونانک یونیورسٹی کے لئے بھی ۴۰۰ ایکڑ اراضی مختص کی گئی ہے۔ یہ تمام اخراجات وآمدن وزارت اوقاف ومذہبی امور کے تحت کئے جارہے ہیں۔ اس طرح قومی خزانے میں کفر وشرک کی ۲۰ ڈالر فیس مقرر کرکے، حرام ذرائع آمدن کو راستہ دیا جارہا ہے۔

ننکانہ صاحب میں ہی بابا گرونانک یونیورسٹی قائم کرکے، سکھ ازم کے فروغ اور ہندوانہ تصوف کے پرچار کو باقاعدہ قومی نظام تعلیم میں داخل کرنے کی ناروا کوششیں بھی جاری ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے اورینٹل کالج کی طرح دیگر قومی جامعات میں بھی 'بابا گرونانک ریسرچ چیئرز' قائم کی جارہی ہیں۔ پاکستان میں سکھوں کی پذیرائی کی دیکھا دیکھی ہندوؤں اور عیسائیوں نے بھی اپنے مذہبی مطالبے دہرانے شروع کردیے ہیں۔

دوسری طرف انڈیا کے شہر ایودھیا میں عین اسی روز ۹ نومبر کو، پانچ صدیاں قبل تعمیر ہونے والی تاریخی بابری مسجد کی شہادت کے متعصبانہ اقدام کو غیر قانونی قرار دینے کے باوجود سپریم کورٹ کے پانچ ججوں نے اپنے فیصلے میں مسلمانوں کو یہاں سے بے دخل کرکے بیس کلومیٹر دور دیہات میں پانچ ایکڑ جگہ دینے کی منظوری دی ہے۔ کورٹ نے تین ماہ کے اندر اندر اسی تاریخی مقام پر ہندو مندر کی تعمیر کا حکم بھی دیا ہے۔ حالانکہ اس بابری مسجد کے تحفظ پر گزشتہ صدی میں تین مرتبہ جہادی

معرکے ہو چکے ہیں، اس میں رام کی جنم بھومی ہونے کی کوئی دلیل بھی مستند نہیں، آثارِ قدیمہ کے ماہرین اور تاریخی و مذہبی حقائق سے کسی ہندوانہ دعوے کی تصدیق نہیں ہوتی۔ (تفصیل کے لئے اُردو ڈائجسٹ: دسمبر ۲۰۱۹ء میں تحقیقی مضمون دیکھیں)

نبی کریم ﷺ نے جزیرہ عرب سے مشرکوں کو نکال دینے کا واضح حکم ارشاد فرمایا، اور اس کی تعمیل میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں خیبر کے یہودیوں کو یہاں سے نکل جانے کا حکم دیا تھا۔ اِن دنوں جزیرہ عرب میں امارات کی مسلم حکومت بھی واضح دینی احکام اور چودہ صدیوں کی مسلم روایات کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہودیوں اور عیسائیوں کی ناز برداریوں میں مشغول ہے۔ ابوظہبی کے جزیرے السعدیات میں تینوں مذاہب: اسلام، عیسائیت اور یہودیت کے یکجا لیکن مستقل معابد تعمیر کئے جارہے ہیں۔ ۲۰۲۰ء میں تیار ہوجانے والے اس عظیم کمپلیکس میں چوتھی عمارت دیگر مذاہب سے وابستہ لوگوں کے لئے تعمیر کی جارہی ہے۔ اس سے قبل بھی امارات و قطر کے مختلف شہروں میں عیسائی گرجے موجود ہیں۔

اندریں حالات اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ مسلم علاقوں میں کفار کے معابد، ان کی علامات و شعائر اور ان کی دعوت کے بارے میں شریعتِ مطہرہ کے احکام کو تازہ کیا جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی حجت حکام دعوام پر تمام ہو، اور ہر مسلمان ربِ کریم کے حضور اپنے اقدام اور رویے کی جواب دہی کے لئے تیار رہے۔ وما علينا إلا البلاغ ح۔م

انسانوں میں فرق و تفریق صرف اپنے خالق ذوالجلال اللہ عزوجل کی بندگی وطاعت کی بنا پر ہونی چاہیے اور نسل و وطن اور زبان ورنگت سے قطع نظر انسانوں کی تقسیم بزبانِ قرآن صرف حِزب اللہ اور حزب الشیطان کے طور پر ہونی چاہیے۔ واضح ہے کہ کسی انسان پر اسلام کو قبول کرنے میں کوئی جبر نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم ہر شخص جس دین کو مانتا ہو، اس کو اس پر ہی کاربند ہونا، اسی کی علامات و شعائر کو اختیار کرنا، اور اس جیسا ہی نظر آنا چاہیے۔ دوسروں کو مغالطہ دینے اور اپنے اعتقاد کے برخلاف دِکھنا اعتقادی کمزوری، مغالطہ آرائی اور دھوکہ دہی کے مترادف ہے۔ اسلام کی رو سے مسلمانوں اور کفار، ہر دو کیلئے ایک دوسرے کی مشابہت حرام ہے اور اس کی اصل وجہ تذلیل و حقارت کی بجائے اپنے اپنے نظریہ وایمان پر اعتماد و اظہار کا شرعی مطالبہ ہے۔

مزید برآں اسلام کی رو سے کفار کا مسلمانوں کے ساتھ رہائش پذیر اور آباد ہونا جائز ہے، جبکہ مسلمان اپنے حاکم کو زکوٰۃ اور کفار معمولی (قابل معافی) جزیہ ادا کریں گے۔ پھر کفار مسلمانوں کے ساتھ رہائش رکھتے ہوئے، اپنے عقائد وعبادات پر بھی عمل پیرا ہوسکتے ہیں۔ اور عبادات پر عمل پیرا ہونے کے لئے ان کی عبادت گاہیں بھی باقی رکھنے کی اجازت ہے، جیسا کہ سورۃ الحج کی آیت: ۴۰ میں الہامی مذاہب کے معابد کا یہ حق بیان ہوا ہے کہ ان کو منہدم نہ کیا جائے۔ تاہم اس آیت کا مدعا ان معابد کے تحفظ و بقا یعنی انہدام اور تذلیل و تحقیر سے حفاظت تک ہی محدود ہے اور کفار کو اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ ایسے بلادِ اسلامیہ میں جہاں مسلمان قیام پذیر ہوں، اپنے نئے معابد کی تعمیر کریں یا سابقہ کی تزئین وآرائش کریں۔ اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ رہتے

ہوئے اپنے عقائد وعبادات کو نمایاں کر کے مسلمانوں کو متاثر کرنے یا کفر کو قبول کرنے کی دعوت[1] دیں۔ کیونکہ مسلمان کے لئے ارتداد ایک سنگین جرم ہے۔ اور اس کے امکانات اور راستوں کا سدباب کرنا بھی ضروری ہے۔

چنانچہ کفار کے لئے اجماعی طور پر اس امر کی شرعاً اجازت نہیں کہ وہ بلادِ اسلامیہ میں اپنے نئے معابد کی تعمیر کریں، یا ان کی تجدید وآرائش کریں اور مسلمانوں کو اپنے مذہب سے متاثر کرنے کی دعوت دیں۔ ایسے ہی مسلم حکومت کے لئے بھی جائز نہیں کہ توحید ورسالت، عدل و جہاد اور اقامتِ دین کی دعوت کو پس پشت ڈال کر کفریہ معابد کے فروغ وتزئین میں مسلمانوں کے اَموال صرف کرے۔ پھر اپنی نظریاتی ہزیمت اور استعداد وصلاحیت کی کمزوری کو کبھی انسانی حقوق اور کبھی رواداری کے پردوں میں چھپائے اور کبھی اس کو قومی وسیع تر مفادات اور گہری تدبیر کا نام دے۔

کفریہ معابد کی تعمیر و تجدید اور عقائد کے فروغ کی اکثر صورتیں اجماعی طور پر حرام اور ناجائز[2] ہیں، صرف معاہدہ صلح کی صورت میں ایسے معابد کی بقا وتحفظ شرعی تقاضا ہے۔ اور بعض صورتوں میں بلادِ اسلامیہ میں کفریہ معابد کی بقا وتحفظ شرعی اور ملی مصلحت کے تابع ہے۔ تاہم مصالحت اور مفاہمت کے دائرے ان بنیادی اعتقادی اساسات کو منہدم نہیں کرتے جن پر مسلمانوں کے جملہ انفرادی اور اجتماعی احکام وہدایات کا انحصار ہو۔ جس طرح مصالحت ومفاہمت کے لئے وقتی طور پر بظاہر نچلی شرائط کو بھی قبول کیا جاسکتا ہے لیکن مسلم معاشرہ میں عقیدہ توحید ورسالت پر مفاہمت اور شرک وبدعات کا فروغ کسی صورت گوارا نہیں کیا جاتا۔ اسلامی احکام اور مسلم تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

جس طرح حسبِ ضرورت کسب معاش کے لئے خواتین کے گھروں سے باہر نکلنے کو قبول کرنا اور سنگین مجبوری کی صورتوں میں اُنہیں کبھی عملی جہاد میں بھی شامل کرنا پڑتا ہے لیکن کسی بھی صورت میں ملی مفاد کے

---

1 جدید مغربی ریاست جو الحاد کے پروردہ انسانی حقوق کے فروغ اور زمینی حدود پر قائم وطن پرستی کے کفریہ نظریات پر قائم ہے، اپنے سیکولر نظریات کے فروغ کے لئے اپنی سرزمین پر سیاست وعدالت اور معیشت ومعاشرت کے اجتماعی میدانوں میں مذہب کی نفی کر کے، دراصل جملہ مذاہب کو وہی حیثیت دیتی ہے جو اسلام نے بلادِ اسلامیہ میں کفار کو دی ہے کہ وہ اعتقادات وعبادات اور رسوم ورواج کے ذاتی وانفرادی میدانوں میں اپنے مذہب پر عمل پیرا ہوسکنے کی آزادی رکھتے ہیں، اسی طرح اجتماعیت کے میدانوں میں جدید ریاست انسانی حقوق کے الحادی نظریہ ومذہب کے سوا کسی اور نظریے کی عمل داری اور اس کے فروغ کی دعوت سننے کو بھی تیار نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ جدید مسلم ممالک میں دینی تعلیم اور شرعی نظام عدل وعقوبات کے خلاف مسلسل مقتدرہ کی طرف سے میڈیا پر استہزائیہ تبصرے نشر اور ایوانہائے عدل سے 'روشن خیال' فیصلے جاری ہوتے رہتے ہیں۔

2 جیسا کہ آگے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طے کردہ اجماعی شروطِ عمریہ میں 'دعوتِ کفر سے ممانعت' کی شرط کی صراحت آرہی ہے۔

نام پر مسلم خواتین کی عزت کی نیلامی گوارا نہیں کی جاتی۔ یہی صورت ان بنیادی اسلامی عقائد و نظریات کی ہے، جن کو ملی مفادات کے نام پر قربان نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح سابقہ کفریہ معابد کو گوارا تو کیا جاسکتا ہے لیکن بلاد اسلامیہ میں ان کے فروغ اور تجدید و تزئین کا معاہدہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ کفر و شرک کے ساتھ ناجائز تعاون ہے۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ

قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ ﷺ

① قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝﴾ [الحج:۴۰]

''اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ذریعہ لوگوں کی مدافعت نہ کرتا رہتا تو خانقاہیں، گرجے، عبادت گاہیں اور مساجد جن میں اللہ کو کثرت سے یاد کیا جاتا ہے، مسمار کر دی جاتیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

''جتنے دین و مذہب دنیا میں ایسے ہوئے ہیں کہ کسی زمانے میں ان کی اصل بنیاد اللہ کی طرف سے اور وحی کے ذریعہ سے قائم ہوئی تھی پھر وہ منسوخ ہو گئے اور ان میں تحریف ہو کر کفر و شرک میں تبدیل ہو گئے مگر اپنے اپنے وقت میں وہی حق تھے۔ ان سب کی عبادت گاہوں کا اس آیت میں ذکر فرمایا ہے کیونکہ اپنے اپنے وقت میں ان کی عبادت گاہوں کا احترام اور حفاظت فرض تھی اور ان مذاہب کے عبادت خانوں کا ذکر نہیں فرمایا جن کی بنیاد کسی وقت بھی نبوت اور وحی الٰہی پر نہیں تھی جیسے آتش پرست مجوس یا بت پرست ہندو کیونکہ ان کے عبادت خانے کسی وقت بھی قابل احترام نہ تھے۔

''آیت میں صَوَامِعُ، صومعہ کی جمع ہے جو نصاریٰ کے تارک الدنیا راہبوں کی مخصوص عبادت گاہ کو کہا جاتا ہے اور بیعة کی جمع بِیَع ہے جو نصاریٰ کے عام کنیسوں کا نام ہے اور صَلَوٰتٌ صلوت کی جمع ہے جو یہود کے عبادت خانہ کا نام ہے اور مَسٰجِد مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا نام ہے۔

مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر کفار سے قتال و جہاد کے احکام نہ آتے تو کسی زمانے میں کسی مذہب و ملت کے لئے امن کی جگہ نہ ہوتی۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں صلوٰت اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں صوامع اور بیع اور خاتم الانبیا ﷺ کے زمانے میں مسجدیں ڈھادی جاتیں۔ (قرطبی)''

اس آیتِ کریمہ میں جہاد اسلامی کے مقصد: ہر دور کے الہامی مذاہب (جو اپنے وقت میں اسلام کہلاتے تھے) کی

عبادت گاہوں کے تحفظ کو بیان کیا گیا ہے اور اس کا مقصد معابد کو انہدام اور تذلیل و تحقیر سے بچانا ہے۔ چنانچہ بلادِ اسلامیہ میں اگر ذمی آباد ہوں تو ان کی عبادت گاہوں کو منہدم نہیں کیا جائے گا۔ حافظ ابن قیم نے اسکی تفسیر میں سیدنا حسن بصری کا قول ذکر کیا ہے: يُدفع عن مصلّيات أهل الذمة بالمؤمنين[1] "مؤمنوں کے ذریعے اہل ذمہ کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے گی۔"

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں مالکی فقیہ محمد بن خویز منداد بصری (م ۳۹۰ھ) کی یہ جامع تفسیر لکھی ہے:

تضمَّنت هذه الآية المنْع من هدْم كنائس أهل الذِّمة، وبيعهم وبيوت نيرانهم، ولا يُتركون أن يُحدثوا ما لَم يكن، ولا يزيدون في البُنيان لا سَعة ولا ارتفاعًا. ولا ينبغي للمسلمين أن يدخلوها ولا يُصَلُّوا فيها. ومتى أحْدَثوا زيادة، وجَب نقْضها، ويُنْقَض ما وُجِد في بلاد الحرب من البيَع والكنائس، وإنما لَم يُنْقض ما في بلاد الإسلام لأهل الذِّمة؛ لأنها جرَت مجرى بيوتهم وأموالهم التي عاهَدوا عليها في الصيانة، ولا يجوز أن يُمكَّنوا من الزيادة؛ لأن في ذلك إظهار أسباب الكفر".[2]

"یہ آیت کریمہ اہل ذمہ / کفار کے کنیسوں، گرجاؤں اور آگ جلانے کے مراکز گرانے کی ممانعت پر مشتمل ہے۔ تاہم اُنہیں اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ پہلے سے غیر موجود معبد کی تعمیر کریں، نہ ہی وہ موجودہ تعمیر یا اس کی بلندی اور وسعت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

اور مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان کفریہ معابد میں داخل ہوں اور وہاں نماز پڑھیں۔ جب بھی کفار کوئی اضافہ کریں تو اس کو گرا دینا لازمی ہے۔ اسی طرح جنگی شہروں اور (سیاسی طور پر حساس بلاد اسلامیہ) میں گرجے اور کنیسے بھی گرا دیے جائیں گے، تاہم عام بلاد اسلامیہ کے معابد کو منہدم کرنا درست نہیں۔ کیونکہ یہ گرجے ان کے گھروں اور اَموال کے قائم مقام ہیں، جن کی حفاظت کا ذمہ مسلمانوں نے لیا ہے۔ تاہم انہیں کسی مزید اضافے کی اجازت نہیں، کیونکہ اس طرح کفر کے اسباب ووسائل کے غلبہ کا اظہار ہوتا ہے۔"

الغرض اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ

a. اس سے نئے کفریہ معابد کی تعمیر یا سابقہ معابد کی تجدید و تزئین پر استدلال نہیں کیا جا سکتا..جو بلادِ

---

۱ احکام اہل الذمہ از حافظ ابن قیم: ۲/ ۱۱۷

۲ تفسير الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ۱۲/ ۷۰

اسلامیہ میں بالاجماع حرام ہیں بلکہ یہ آیت انہدامِ معابد کی حرمت کے عمومی اُصول تک محدود ہے۔

b. کفریہ معابد کے احکام میں سے ایک صورت کو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ ہر حال میں ان کا تحفظ کرنا ضروری نہیں اور جہاد کے دوران یا مسلم حاکم دیگر شرعی مصالح کے تحت اُنہیں منہدم بھی کر سکتا ہے۔[1]

(۲) ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ (الانعام:۱۰۸)

"اور تم لوگ برا نہ کہو ان کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا۔ پس وہ برا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے بدون سمجھے۔ اسی طرح ہم نے مزین کر دیا ہر ایک فرقہ کی نظر میں ان کے اعمال کو۔ پھر ان سب کو اپنے ربّ کے پاس پہنچنا ہے تب وہ جتلا دے گا ان کو جو کچھ وہ کرتے تھے۔"

اس آیت کی تفسیر میں مولانا حافظ صلاح الدین یوسف ﷾ لکھتے ہیں:

"یہ سد ذریعہ کے اُصول پر مبنی ہے کہ اگر ایک درست کام، اس سے بھی زیادہ بڑی خرابی کا سبب بنتا ہو تو وہاں اس درست کام کا ترک راجح اور بہتر ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم کسی کے ماں باپ کو گالی مت دو کہ اس طرح تم خود اپنے والدین کے لئے گالی کا سبب بن جاؤ گے۔ (صحیح مسلم)"

اس آیتِ کریمہ سے بھی کفار کے لئے اپنے عقائد وعبادات پر اس طرح برقرار رہنے کا جواز ہی معلوم ہوتا ہے جس سے دوسرے مسلمان متاثر نہ ہوں اور مسلمانوں کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ کفریہ شعائر کی تذلیل وتحقیر نہ کریں۔ تاہم مسلمانوں کے ساتھ رہنے والے ذمی اگر اللہ تعالیٰ، انبیاے کرام کو سب وشتم اور شعائر اسلام کی تحقیر کریں تو ان کے لئے اس کی اجازت نہیں اور سزا کے ساتھ ان کا عہد ذمہ ختم ہو جائے گا۔

خلفاے اسلام جب کوئی لشکر جہادِ فی سبیل اللہ کے لئے روانہ کرتے تو اس کے کمانڈر کو جہاد کے آداب کے متعلق باقاعدہ ہدایات دیتے تھے۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے جب اُسامہ بن زیدؓ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیجا تو انہیں یہ وصیت کی:

إني موصيك بعشر: لا تقتلن امرأة ولا صبيا ولا كبيرًا هرمًا ... وسوف تمرُّون بأقوام قد فرّغوا أنفسهم في الصوامع فدعوهم وما فرّغوا أنفسهم له.[2]

---

۱ الغرض یہ آیت اپنے ظاہری مفہوم پر نہیں بلکہ اس مسئلہ کی بنیاد آگے آنے والی احادیث وآثار اور اجماعِ صحابہ ہے۔ ایک موقف کے مطابق انہدامِ معابد کی حرمت صرف الہامی (منسوخ اسلامی مذاہب) کو ہی حاصل ہے اور انہی کا آیت میں تذکرہ ہے، مندر اور گوردوارے کو نہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حرمت اپنے اپنے دور میں ان معابد کی تھی جب وہ الہامی مذاہب 'اسلام' کہلاتے تھے۔

۲ السنن الكبرٰى للبيهقي:۸۹۹ وتاريخ الطبري:۲۱۵۳

''میں تمہیں دس باتوں کی تاکید کرتا ہوں: کسی عورت، بچے اور بوڑھے کو قتل نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا اور نہ ہی تخریب کاری کرنا، سوائے کھانے کے کوئی اونٹ یا بکری ذبح نہ کرنا، کھجور کے باغات کو ڈبونا، نہ اُنہیں جلانا، خیانت کا ارتکاب نہ کرنا، بزدلی نہ دکھانا۔ تم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرو گے جو معبدوں میں گوشہ نشین ہوگئے ہیں، ان سے اور ان کے کام سے تعرض نہ کرنا۔''

③ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنن ابو داود اور جامع ترمذی میں سیدنا عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے:

« لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ بِأَرْضٍ وَلَا جِزْيَةٌ عَلَى مُسْلِمٍ ».[1]

''کسی سرزمین میں دو قبلے نہیں ہوسکتے، اور مسلمان پر کوئی جزیہ نہیں۔''

نبی کریم ﷺ کا یہی فرمان مختلف الفاظ کے ساتھ یوں بھی ہے:

«لا تكون قبلتان في بلد واحد».[2]

''ایک علاقے میں دو قبلے نہیں ہوسکتے۔''

④ شام کے عیسائیوں سے طے پانے والی ۲۴ شروطِ عمریہ میں سیدنا عمر بن خطاب نے یہاں سے آغاز کیا اور اسی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا کہ

شَرَطْنَا لَكُمْ عَلَى أَنْفُسِنَا أَنْ لَا نُحْدِثَ فِي مَدِينَتِنَا وَلَا فِيمَا حَوْلَهَا دَيْرًا وَلَا كَنِيسَةً وَلَا قَلَّايَةً وَلَا صَوْمَعَةَ رَاهِبٍ وَلَا نُجَدِّدَ مَا خَرِبَ مِنْهَا وَلَا نُحْيِيَ مَا كَانَ مِنْهَا فِي خُطَطِ الْمُسْلِمِينَ...[3]

''ہم اپنے اوپر لازم کرتے ہیں کہ (۱) اپنے شہروں اور ان کے گرد ونواح میں کوئی علیحدہ گرجا، کنیسا، بلند گرجا اور راہب کا معبد خانہ نہیں بنائیں گے اور (۲) اپنے خراب شدہ کنیساؤں کی تجدید نہیں

---

۱ مسند احمد بن حنبل: ۱۹۴۹، ۲۵۷۶ قاله محققه أحمد شاكر: صحيح... ورواه أبو داود: ۲۶۵۵، والترمذي: ۵۷۴، قال ابن تيميَّة في مجموع الفتاوى: ۲۸/ ۶۳۵، وابن القيِّم في أحكام أهل الذمة: "إسناده جيد"، وحسَّنه ابن حجر في تخريج المشكاة.

۲ جامع ترمذی: ۶۳۳، سنن ابو داود: ۳۰۵۳، ۳۰۳۲... امام شوکانی نے نیل الاوطار میں صحیح قرار دیا ہے: حديث ابن عباس سكت عنه أبو داؤد ورجال إسناده موثقون. (نیل الاوطار ۸/ ۶۴) وقد تكلم في قابوس ووثقه ابن معين وسكت عنه الحافظ كما في الدراية: ۲/ ۱۳۵

۳ السنن الکبریٰ از امام ابو بکر بیہقی: ۱۸۷۱۷، ج۹/ ص۳۳۹، باب الإمام يكتب كتاب الصلح على الجزية، دار الكتب العلميہ، بیروت ۲۰۰۳ء... سند کی صحت کے لئے راقم کا مضمون 'شروطِ عمریہ' محدث: فروری ۲۰۲۰ء دیکھیں۔

کریں گے، نہ ہی ان کنیساؤں کی جو مسلمانوں کے علاقوں میں ہیں۔''

شروطِ عمریہ کی تشریح اور ہر دور میں اس کی عمل داری کی نشاندہی کرتے ہوئے امام ابو العباس احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) اس کی مشروعیت و معقولیت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كَمَا جَدَّدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي خِلَافَتِهِ وَبَالَغَ فِي اتِّبَاعِ سُنَّةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَيْثُ كَانَ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَدْلِ وَالْقِيَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ بِمَنْزِلَةٍ مَيَّزَهُ اللهُ تَعَالَى بِهَا عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَجَدَّدَهَا هَارُونُ الرَّشِيدُ وَجَعْفَرٌ الْمُتَوَكِّلُ وَغَيْرُهُمَا وَأَمَرُوا بِهَدْمِ الْكَنَائِسِ الَّتِي يَنْبَغِي هَدْمُهَا كَالْكَنَائِسِ الَّتِي بِالدِّيَارِ الْمِصْرِيَّةِ كُلِّهَا. فَفِي وُجُوبِ هَدْمِهَا قَوْلَانِ: وَلَا نِزَاعَ فِي جَوَازِ هَدْمِ مَا كَانَ بِأَرْضِ الْعَنْوَةِ إِذَا فُتِحَتْ. وَلَوْ أُقِرَّتْ بِأَيْدِيهِمْ لِكَوْنِهِمْ أَهْلَ الْوَطَنِ كَمَا أَقَرَّهُمُ الْمُسْلِمُونَ عَلَى كَنَائِسَ بِالشَّامِ وَمِصْرَ ثُمَّ ظَهَرَتْ شَعَائِرُ الْمُسْلِمِينَ فِيمَا بَعْدُ بِتِلْكَ الْبِقَاعِ بِحَيْثُ بُنِيَتْ فِيهَا الْمَسَاجِدُ: فَلَا يَجْتَمِعُ شَعَائِرُ الْكُفْرِ مَعَ شَعَائِرِ الْإِسْلَامِ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ «لَا يَجْتَمِعُ قِبْلَتَانِ بِأَرْضٍ» وَلِهَذَا شَرَطَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ وَالْمُسْلِمُونَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ - أَنْ لَا يُظْهِرُوا شَعَائِرَ دِينِهِمْ. وَأَيْضًا فَلَا نِزَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ أَنَّ أَرْضَ الْمُسْلِمِينَ لَا يَجُوزُ أَنْ تُحْبَسَ عَلَى الدِّيَارَاتِ وَالصَّوَامِعِ وَلَا يَصِحُّ الْوَقْفُ عَلَيْهَا بَلْ لَوْ وَقَفَهَا ذِمِّيٌّ وَتَحَاكَمَ إِلَيْنَا لَمْ نَحْكُمْ بِصِحَّةِ الْوَقْفِ. فَكَيْفَ بِحَبْسِ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَعَابِدِ الْكُفَّارِ الَّتِي يُشْرَكُ فِيهَا بِالرَّحْمَنِ وَيُسَبُّ اللهُ وَرَسُولُهُ فِيهَا أَقْبَحَ سَبٍّ.[1]

''خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے خلافت میں ان کی تجدید کی، اور سیدنا عمر بن خطاب کے اقدامات کو جاری کرنے میں پوری دلجمعی سے کام لیا۔ کیونکہ آپؒ کا علم وعدل اور کتاب وسنت کے نفاذ میں ایسا مقام تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیگر خلفا سے امتیازی شان عطا کی تھی۔ پھر عباسی خلفا: ہارون الرشید اور جعفر المتوکل وغیرہ نے ان شرائط کو جاری وساری کیا۔ اور ان سارے مصری علاقوں میں کنیسوں کو گرانے کا حکم دیا جہاں ان کو گرانا ضروری تھا۔ گرجاؤں کو منہدم کرنے کے وجوب میں ویسے تو دو موقف ہیں، تاہم جب کوئی زمین بزور غلبہ وقہر لی جائے تو وہاں گرجا گرانے میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر کفار کے شام ومصر جیسے بلادِ اسلامیہ کے باشندے بن جانے کے بعد ان کو پہلے گرجا

1 مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/ ۶۵۵

بنانے کی اجازت دی گئی، پھر ان خطوں میں مساجد کی تعمیر کے ذریعے اسلامی شعائر بھی نمایاں ہوگئے۔ تب یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ اس حکم نبوی کی رو سے کفریہ شعائر، اسلامی شعائر کے ساتھ ایک سرزمین میں اکٹھے نہیں ہوسکتے کہ ایک زمین میں دو قبلے نہیں ہوسکتے۔ اس بنا پر سیدنا عمرؓ اور مسلم حکام نے کفار سے اس شرط پر مصالحت کی کہ وہ اپنے کفریہ شعائر کو نمایاں نہ کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ اسلامی سرزمین کو عیسائی اور یہودی معابد کے لئے روکا ر مخصوص نہیں جاسکتا اور ان کے ایسے اوقاف بھی باقی نہیں رکھے جاسکتے۔ بلکہ اگر کوئی ذمی ان کا کوئی وقف قائم کردے اور ایسے وقف کا کیس ہمارے پاس آجائے تو اسلامی عدالت اس کی درستی کا فیصلہ نہیں دے سکتی۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمانوں کے اموال کو کفریہ معابد کے لئے روک رکھا جائے تاکہ ان میں اللہ کے ساتھ شرک، اور اللہ ورسول کے ساتھ بدترین سب وشتم کیا جائے۔"

⑤ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْعَجَمِ أَلَهُمْ أَنْ يُحْدِثُوا بَيْعَةً أَوْ كَنِيسَةً فِي أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ: أَمَّا مِصْرٌ مَصَّرَتْهُ الْعَرَبُ فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يُحْدِثُوا فِيهِ بِنَاءَ بَيْعَةٍ وَلَا كَنِيسَةٍ وَلَا يَضْرِبُوا فِيهِ بِنَاقُوسٍ وَلَا يُظْهِرُوا فِيهِ خَمْرًا وَلَا يتخذوا يه خِنْزِيرًا. وَكُلُّ مِصْرٍ كَانَتِ الْعَجَمُ مَصَّرَتْهُ فَفَتَحَهُ اللهُ عَلَى الْعَرَبِ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِمْ فَلِلْعَجَمِ مَا فِي عَهْدِهِمْ وَعَلَى الْعَرَبِ أَنْ يوفوا لهم بذلك.[1]

"ان سے پوچھا گیا کہ عجمی لوگ بلاد اسلامیہ میں کوئی نیا گرجا یا کنیسہ بنا سکتے ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ جو شہر مسلمانوں نے آباد کیے ہوں، وہاں عجمیوں (کفار) کو کسی معبد کی تعمیر کی اجازت نہیں ہے۔ اور ان میں ناقوس بجانا، شراب و خنزیر کو علانیہ رکھنا ناجائز ہے۔ ہر ایسا شہر جس کو عجمیوں نے آباد کیا تھا، اور عربوں (مسلمانوں) کو اللہ تعالیٰ نے اس پر فتح دے دی اور عربوں نے اُنہیں اپنے زیر نگین کرلیا تو عجمیوں کے حقوق اتنے ہی ہیں جن پر معاہدہ ہوجائے اور عربوں کو چاہیے کہ ان حقوق کو پورا کریں۔"

⑥ نبی مکرم ﷺ کی آخری وصیتوں میں سے ایک یہ ہے جسے سیدنا عبد اللہ بن عباس نے روایت کیا ہے:

وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ: «أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ

---

1 مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۲۹۸۲، کتاب الخراج از قاضی ابو یوسف: ص ۱۶۲، مکتبہ ازہریہ، مصر

بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيزُهُمْ». [1]

”آپ نے اپنی وفات کے وقت تین باتوں کی وصیت فرمائی: مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا اور قاصدوں کو اسی طرح انعام دینا جس طرح میں دیتا تھا۔“

⑦ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ

«آخِرُ مَا عَهِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يُتْرَكُ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ دِينَانِ». [2]

⑧ سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَن جامَع المشرِك وسَكَن معه، فإنه مثله». [3]

”جو مشرکوں کے ساتھ اکٹھا ہوتا اور مل جل کر رہتا ہے، وہ انہی میں ہے۔“

ضعیف احادیث وآثار

⑨ سیدنا عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا تُحدثُوا كنيسة في الإسلام ولا تُجدّدوا ما ذَهَب منها."

”مسلمانوں میں کوئی نیا کنیسہ مت بناؤ، اور جو بن گئے، ان کی تجدید Renovation مت کرو۔“

یہ روایت الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ یوں بھی مروی ہے:

"لا تُبنى كنيسة في الإسلام ولا يُجدّد ما خرب منها." [4]

”اسلام میں کوئی کنیسہ نہ بنایا جائے اور جو خراب ہو جائے، اس کی تجدید مت کرو۔“

⑩ سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ

---

1 صحيح البخاري: كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ (بَابٌ: هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ؟)، رقم ۳۰۵۳

2 مسند احمد: ۳/۲۷۱/۴۳، نمبر ۲۶۳۵۲، صحیح لغیرہ... احکام اہل الذمہ کے محقق یوسف بن احمد بکری نے بھی سنن بیہقی، موطا، التمہید وغیرہ میں حدیث کی جملہ اسناد کی تحقیق کے بعد اسے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے: ۱/۳۷۵، ۱۱۹۴، رمادی للنشر، الدمام ۱۹۹۷ء

3 أخرجه أبوداود: ۲٤٠٥، وسكت عنه، وقد قال في رسالته لأهل مكة: "كلُّ ما سكتُّ عنه، فهو صالح"، وحسَّنه السيوطي في الجامع الصغير، وصحَّحه الشوكاني في نيل الأوطار، وصحَّحه الألباني في صحيح أبي داود، وأشار أحمد شاكر في عُمدة التفسير إلى صحَّته.

4 یہ روایت ابن عدی نے الکامل (۳/۳۶۲) میں، امام سبکی نے فتاویٰ (۲/۳۷۳) میں، اور امام ذہبی نے میزان (۲/۱۴۵) میں موقوفاً روایت کی ہے۔ اس روایت کا انحصار سعید بن سنان پر ہے اور اکثریت نے سعید بن سنان کی تضعیف کی ہے، مزید تفصیل کے لئے: حکم بناء الكنائس والمعابد الشركية از اسمٰعیل بن محمد انصاری: ص ۱۵ اور معابد الكفار وأحكامها: ص ۶۳

"لا إخصاء في الإسلام ولا بنيان كنيسة."[1]

"اسلام میں خصی ہونے کی کوئی اجازت نہیں اور نہ کوئی کنیسہ تعمیر کرنے کی۔"

دو اعتراضات کی وضاحت

① **یہ اس دور کے احکام ہیں جب مسلمان غالب تھے:** بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ احادیث و آثار مسلمانوں کے دورِ غلبہ کی ترجمانی کرتی ہیں۔ واضح رہے کہ ہم یہاں بلادِ کفر میں کفریہ معابد کے احکام بیان نہیں کر رہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فی زمانہ بلادِ اسلامیہ میں مسلمانوں کے غلبہ اور ریاست کے اقتدارِ اعلیٰ میں کیا شبہ ہے؟ اگر تو مسلم ریاستوں کا غلبہ ہی مشکوک اور محدود ہے تو پھر ایسے متجددین کو ایسے ریاستوں کے جواز اور معاہدوں اور نظریات کی شرعی حیثیت پر بھی تنقید کرنی چاہیے جن کی بنا پر ان مسلم ریاستوں کا غلبہ محدود ہو چکا ہے۔ اگر وہ اس اُصولی بنیاد پر ہی اعتراض نہیں کرتے، تو پھر غلبہ کی محدودیت کا واویلا بلا جواز ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ سقوطِ بغداد کے بعد کے ادوار میں بھی، جب ملتِ اسلامیہ زوال آشنا ہو چکی تھی، کسی امام و فقیہ نے ان شرائط میں تبدیلی کی تلقین نہ کی اور اس کے مستند دلائل پیش نہ کیے، اور امام ابن تیمیہ اور امام سبکی وغیرہ انہی شرائط کو بلادِ اسلامیہ میں بیان اور قائم کرواتے رہے۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَمَّا دَعْوَاهُمْ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ ظَلَمُوهُمْ فِي إغْلَاقِهَا فَهَذَا كَذِبٌ مُخَالِفٌ لِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ؛ فَإِنَّ عُلَمَاءَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَذَاهِبِ الْأَرْبَعَةِ: مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَد وَغَيْرِهِمْ مِنْ الْأَئِمَّةِ. كَسُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِي وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَغَيْرِهِمْ وَمَنْ قَبْلَهُمْ مِنْ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ مُتَّفِقُونَ عَلَى أَنَّ الْإِمَامَ لَوْ هَدَمَ كُلَّ كَنِيسَةٍ بِأَرْضِ الْعَنْوَةِ؛ كَأَرْضِ مِصْرَ وَالسَّوَادِ بِالْعِرَاقِ وَبَرِّ الشَّامِ وَنَحْوِ ذَلِكَ مُجْتَهِدًا فِي ذَلِكَ وَمُتَّبِعًا فِي ذَلِكَ لِمَنْ يَرَى ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ ظُلْمًا مِنْهُ؛ بَلْ تَجِبُ طَاعَتُهُ فِي ذَلِكَ وَمُسَاعَدَتُهُ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ

---

1 یہ روایت مرفوع و موقوف دونوں طرح سے مروی ہے۔ بطور مرفوع امام بیہقی نے السنن الکبریٰ (۲۴/۱۰) میں ابن لہیعہ کے طریق سے روایت کیا ہے جس کو حافظ ابن حجر نے الدرایۃ (۱۳۵/۲)، امام سبکی نے فتاوی (۳۷۳/۲) اور شیخ البانی نے ضعیف الجامع (رقم ۶۱۷۱) میں ضعیف قرار دیا ہے۔ بطور موقوف امام ابو عبید نے الاموال میں سیدنا عمر اور ابن لہیعہ کے طریق سے ۲۶۱، ۲۶۰ کے تحت روایت کیا ہے۔ اور یہی قول سیدنا عمر سے بھی موقوفاً مروی ہے، لیکن وہ بھی ضعیف ہے۔ (احکام اہل الذمہ محقق: ص ۱۱۸۰)

يَرَى ذَلِكَ. وَإِنْ امْتَنَعُوا عَنْ حُكْمِ الْمُسْلِمِينَ لَهُمْ كَانُوا نَاقِضِينَ الْعَهْدَ وَحَلَّتْ بِذَلِكَ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ.[1]

"سب تعریفیں جہانوں کے رب اللہ ذو الجلال کو لائق ہیں۔ جہاں تک نصرانیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ مسلمانوں نے ان کے گرجاؤں کو بند کر کے ان پر ظلم کیا ہے تو یہ نرا جھوٹ اور مسلمانوں کے اجماع کے سراسر خلاف ہے۔ مسلمانوں کے مذاہبِ اربعہ کے سب علما وفقہا، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد اور دیگر نامور فقہا جیسے امام سفیان ثوری، امام اوزاعی، امام لیث بن سعد وغیرہ اور ان سے پہلے سب صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ کا اس پر اجماع ہے کہ اگر مسلم حاکم قوت کے ساتھ حاصل کی گئی کسی سرزمین مثلاً مصر، سوڈان، عراق، شام کے خشکی کے علاقوں وغیرہ میں شریعت کا حکم سمجھ کر اور مسلمانوں کی مصلحت کے تحت کسی کنیسہ کو گرانے کا حکم دے، تو یہ کسی طرح ظلم نہیں ہوگا بلکہ حاکم کی اطاعت کرنا اور اس سلسلے میں ان لوگوں پر حاکم کی مدد کرنا واجب ہے جنہیں وہ اس کی ہدایت کرے، اور اگر کافر مسلمانوں کے فیصلے کو تسلیم نہ کریں تو وہ ذمہ کے معاہدہ کو توڑنے کے مرتکب ہیں اور اس بنا پر ان کی جانیں اور اموال حلال ہو جاتے ہیں۔"

(۴) غیر مسلم ریاستوں میں تو مساجد اور معابد کو پورے حقوق حاصل ہیں: بعض لوگ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ جب عصر حاضر میں غیر مسلم اپنے علاقوں میں ہمیں مساجد اور دیگر مذاہب کو عبادت گاہیں بنانے کی پوری اجازت دیتے ہیں تو پھر ہمیں بھی رواداری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

اوّل تو دنیا بھر میں ایسا نہیں ہے بلکہ چین کے صوبہ سنکیانگ اور روس کے شہروں سمیت یورپی ممالک میں اسلامی شعائر جیسے حجاب ونقاب پر پابندی ایک مسلمہ قانون کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ یورپی ممالک میں بھی مساجد کے میناروں کو نمایاں کرنے پر پابندی[2] لگائی جاتی ہے اور انہیں اذان دینے کی اجازت نہیں[3] ہے، بھارت میں بابری مسجد کو کھلے عام مسمار کر دیا جاتا ہے۔

ثانیاً: اگر وہ اجازت دے بھی دیں تو مسلمانوں کے لئے ان کے خود ساختہ قوانین کی بجائے نبی کریم ﷺ کے احکام کی اتباع ضروری ہے۔ مثلاً وہ اپنے مذہب کو ترک کرنے کی اجازت دیتے ہوں تو کیا مسلمانوں کے لئے اس سے یہ جائز ہو جاتا ہے کہ وہ ارتداد کی مسلمہ شرعی سزا ختم کر دیں۔ اگر وہ اپنی خواتین کے ساتھ مسلمانوں کو نکاح کی اجازت دیں تو کیا اس بنا پر مسلمانوں کے لئے جائز ہو جائے گا کہ وہ ہندو یا مشرکہ عورت سے نکاح

1 مجموع فتاوی ابن تیمیہ: ۲۸/ ۶۳۴

2 https://www.dw.com/ur/a-51481733

3 https://www.dw.com/ur/a-42438960-0

کر سکیں۔ اگر وہ اپنے نبی علیہ السلام کی توہین کے عادی ہوں تو کیا مسلمان بھی اپنے نبی مکرم ﷺ کی توہین کا جواز حاصل کرلیں گے، اگر انہوں نے اپنے دین کو مسخ اور اس میں تحریف کردی ہے تو اس سے ہمارے لئے کونسا جواز پیدا ہوجاتا ہے۔ اگر ان کے ہاں خواتین سے رضامندی سے ناجائز تعلق قائم کرنا قانوناً درست ہو، یا وہ شراب وخنزیر کی اجازت دیتے ہوں تو کیا اس بنا پر مسلمان بھی بدکاری، شراب نوشی اور خنزیر کی اجازت دینے کو رواداری سمجھیں گے۔ شیخ محمد ابن عثیمین لکھتے ہیں:

وليس هذا من باب المكافأة أو المماثلة، إذ ليست مسائل دنيوية، فهي مسائل دينية، لأن الكنائس دور الكفر والشرك، والمساجد دور الإيمان والإخلاص، فنحن إذا بنينا المسجد في أرض الله فقد بنيناه بحق، فالأرض لله، والمساجد لله، والعبادة التي تقام فيها كلها إخلاص لله، واتباع لرسوله ﷺ، بخلاف الكنائس والبيع.[1]

"یہ کفار کے ساتھ برابری اور مماثلت کا مسئلہ نہیں کیونکہ یہ دنیوی کی بجائے سراسر دینی معاملہ ہے۔ اور گرجاگھروں میں کفر وشرک ہوتا ہے، جبکہ مساجد میں ایمان واخلاص ہے۔ جب ہم مسلمان اللہ کی سرزمین پر مسجد بناتے ہیں تو اس کو برحق تعمیر کرتے ہیں۔ کیونکہ جو زمین کا حقیقی مالک ہے، اسی کے لئے مسجد بنادی گئی۔ اور مسجدوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خالص اتباع ہوتی ہے، برخلاف گرجاگھروں اور کنیساؤں کے۔"

علامہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے عرب امارات اور قطر میں کفریہ معابد کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے، اپنے دلائل میں امام ابوحنیفہ کے قول اور قاہرہ کے گرجاگھروں سے جو مبہم استدلال کیا ہے، اس کی وضاحت راقم کو اس مضمون کے دوسرے حصے: 'جملہ مسالک کے فقہاے کرام کی اجماعی واختلافی آرا' میں موجود ہے۔

اسلام (شریعتِ محمدیؐ) کے علاوہ باقی الہامی رغیر الہامی ادیان اور ان کے معابد کی حیثیت

جب اسلام ہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے، اور سابقہ ادیان وملل منسوخ ہوچکے ہیں، فی زمانہ ان پر عمل کرنا ناجائز اور باعث نجات نہیں جیسا کہ مستند آیات واحادیث سے ثابت ہے، تو دراصل کسی اور خود ساختہ یا منسوخ مذہب کا نیا معبد بنانے کی اجازت کے لئے دلیل درکار ہے، وگرنہ یہ ناجائز اور حرام کام میں تعاون کے سبب ناجائز عمل شمار ہوگا۔ چنانچہ سعودی عرب کی سپریم فتویٰ کونسل نے لکھا:

كلُّ دين غير دين الإسلام فهو كُفْر وضلال، وكل مكان يعدُّ للعبادة على غير

1 https://ar.islamway.net/fatwa/61775

دين الإسلام، فهو بيت كُفر وضلال؛ إذ لا تجوز عبادة الله إلا بما شرَع الله سبحانه في الإسلام، وشريعة الإسلام خاتمة الشرائع، عامّة للثَّقَلين: الجن والإنس، وناسخة لِما قبلها، وهذا مُجمع عليه بحمد الله تعالى.

ومَن زعَم أنَّ اليهود على حقّ، أو النصارى على حقّ؛ سواء كان منهم أم من غيرهم، فهو مكذِّب لكتاب الله تعالىٰ وسُنة رسوله محمد ﷺ وإجماع الأُمّة، وهو مُرتد عن الإسلام إنْ كان يدَّعي الإسلام بعد إقامة الحُجة عليه، إنْ كان مثله ممن يَخفى عليه ذلك؛ قال الله تعالىٰ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾ [سبأ:٢٨]، وقال عز شأنه: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ [الأعراف:١٥٨]، وقال سبحانه: ﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ [آل عمران: ١٩]، وقال جل وعلا: ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ [آل عمران:٨٥]، وقال سبحانه: ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾ [البينة:٦]، وثبت في الصحيحين أنَّ النبي ﷺ قال: «كان النبي يُبْعَث إلى قومه خاصة، وبُعثْتُ إلى الناس عامَّة».[1]

''اسلام کے علاوہ ہر دین کفر وضلال ہے۔ اور اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی عبادت کی ہر جگہ کفر وضلال کا گہوارا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف اسی اسلامی طریقے پر ہو سکتی ہے جیسے اللہ نے مقرر کر دیا ہے۔

شریعت اسلام تمام شریعتوں کو ختم کرنے والی، اور جن وانس تک وسیع ہے اور سابقہ ادیان وملل کی ناسخ ہے۔ اور الحمد للہ ان سب اُمور پر اجماع ہے۔ جس شخص کا یہ گمان ہے کہ یہودی بھی حق پر ہیں اور نصاریٰ بھی حق پر، چاہے وہ ان میں شامل ہو یا ان سے باہر ہو تو ایسا شخص اللہ کی کتاب، سنت رسول اللہ اور اجماعِ امت کی تکذیب کا مرتکب ہے۔ لاعلمی کے اندیشے کی صورت میں اس پر دلیل وحجت پوری کر دینے کے باوجود وہ نہ مانے تو ایسا شخص مرتد بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں واضح فرمایا ہے: اے نبی! ہم نے آپ کو پوری انسانیت کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ جل شانہ نے فرمایا: اے نبی! آپ فرما دیں کہ میں تم سب کی طرف رسول ہوں۔ اور اللہ سبحانہ نے یہ بھی کہا: کہ

---

1 رقم ۱۳۲۷، ۱۳۲۶، ۱۳۲۸، تاریخ ۵/ محرم ۱۴۲۱ھ، ۷/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ، حُكم بناء المعابد الكفريّة في جزيرة العرب

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔ اور جل جلالہ نے یوں بھی فرمایا: جو بھی اسلام کے علاوہ دین لائے گا، تو اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: اہل کتاب اور مشرکوں میں سے جنہوں نے (نبوتِ محمدی ﷺ سے) کفر کیا، وہ نار جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور صحیحین وغیرہ میں یہ فرمانِ نبوی ثابت شدہ ہے کہ سابقہ نبی کسی مخصوص قوم کی طرف آتے اور میں تمام انسانیت کی طرف بھیجا گیا ہوں۔"

☆ سیدنا ابوہریرہ سے مروی نبی کریم ﷺ کا مشہور فرمان دیگر مذاہب کے بارے میں قولِ فیصل ہے:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ».[1]

"اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس اُمت (امتِ دعوت) کا کوئی ایک بھی فرد، یہودی ہو یا عیسائی، میرے متعلق سن لے، پھر وہ مر جائے اور اُس شریعت پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا تو وہ اہل جہنم میں سے ہو گا۔"

تورات وانجیل کے آسمانی کتب ہونے کے باوجود جب ان میں تحریف ہوگئی اور قرآن کریم کو آخری اور نگران کتاب کے طور پر اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا کے لئے نازل کر دیا تو پھر سابقہ شریعتوں کا مطالعہ بھی حرام ہے اور عام انسان تو کجا سابقہ انبیاے کرام کی نجات بھی رسالتِ محمدی کی اتباع سے مشروط ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور میثاق انبیا ﴿ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ ﴾ (آلِ عمران:۸۱) سے واضح ہوتا ہے۔ فی زمانہ سابقہ کتب پر ایمان تو کجا، ان کا خیر و بھلائی کی تلاش کی نیت سے مطالعہ کرنا بھی ناجائز ہے، جیسا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ

"أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِكِتَابٍ أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكُتُبِ، فَقَرَأَهُ عَلَى النَّبِيِّ فَغَضِبَ وَقَالَ: «أَمُتَهَوِّكُونَ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوكُمْ بِحَقٍّ فَتُكَذِّبُوا بِهِ أَوْ بِبَاطِلٍ فَتُصَدِّقُوا بِهِ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ مُوسَى كَانَ حَيًّا، مَا وَسِعَهُ إِلَّا أَنْ يَتْبَعَنِي».[2]

---

1 صحیح مسلم: كِتَابُ الْإِيمَانِ (بَابُ وُجُوبِ الْإِيمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَنَسْخِ الْمِلَلِ بِمِلَّتِهِ)، رقم ۳۸۶

۲ مسند احمد بن حنبل: ۱۴۷۳۶، وحسنه الألباني في " إرواء الغليل: ۳۴/۶ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: وهذه جميع طرق هذا الحديث ، وهي وإن لم يكن فيها ما يحتج به ، لكن مجموعها يقتضي أن لها أصلا "(فتح الباري: ۵۲۵/۱۳)

"سیدنا عمر بن خطاب ﷛ نبی کریم ﷺ کے پاس اہل کتاب سے ملنے والی کوئی تحریر لائے اور اس کو نبی کریم کو سنایا، تو آپ ناراض ہوگئے اور فرمایا: خطاب کے بیٹے! قسم اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس روشن اور صاف شریعت لایا ہوں۔ تم ان سے کچھ پوچھو اور وہ حق بنا کر پیش کریں تو تم اس شریعت کے ذریعے اس کو جھٹلا سکتے ہو، اور وہ کچھ باطل بنا کر لائیں تو تم اس شریعت کے ذریعے اس کی تصدیق جان سکتے ہو۔ قسم اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوں تو ان کے لئے میری اتباع کئے بنا کوئی چارہ نہیں۔"

اور سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷛ سے مروی ہے کہ

"يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الكِتَابِ، وَكِتَابُكُمُ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ أَحْدَثُ الأَخْبَارِ بِاللهِ، تَقْرَءُونَهُ لَمْ يُشَبْ، وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللهُ أَنَّ أَهْلَ الكِتَابِ بَدَّلُوا مَا كَتَبَ اللهُ وَغَيَّرُوا بِأَيْدِيهِمُ الكِتَابَ، فَقَالُوا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا، أَفَلاَ يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ العِلْمِ عَنْ مُسَاءَلَتِهِمْ، وَلاَ وَاللهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ."[1]

"اے مسلمانوں کی جماعت! تم اہل کتاب سے کیونکر سوال کرتے ہو؟ حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر نازل کی ہے وہ تو اللہ کی طرف سے تازہ خبریں دینے والی ہے جسے تم خود پڑھتے ہو۔ اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا ہے اور اس میں اپنے ہاتھوں سے تبدیلی کر کے یہ دعویٰ کر دیا کہ: "یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے ذریعے سے وہ معمولی سا مفاد حاصل کر لیں۔" کیا وہ علم جو تمھیں اللہ کی طرف سے ملا ہے اس نے تمھیں ان سے سوال کرنے سے منع نہیں کیا؟ اللہ کی قسم! ہم نے اہل کتاب کے کسی آدمی کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ان آیات کے متعلق تم سے پوچھتا ہو جو تم پر نازل کی گئی ہیں۔"

اہل کتاب کے کفر پر قائم ہونے کے بعد شیخ الاسلام ابن تیمیہ ایسے منسوخ مذاہب کے معابد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مَن اعتَقَد أنَّ الكنائس بيوت الله، وأنَّ الله يُعبَد فيها، أو أنَّ ما يفعله اليهود

تمام طرق اور اس حدیث کے حسن ہونے کی تفصیل جاننے کے لئے اس ویب پیج کا مطالعہ کریں۔

https://www.ahlalhdeeth.com/vb/showthread.php?t=۱۳۱۲۹

1 صحيح البخاري: كِتَابُ الشَّهَادَاتِ (بَابُ لاَ يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا)، رقم ۲۶۸۵

والنصاری عبادة لله وطاعة لرسوله، أو أنه يحبُّ ذلك أو يَرضاه، أو أعانَهم على فتْحها وإقامة دينهم، وأنَّ ذلك قُربة أو طاعة، فهو كافر".

وقال أيضًا: "مَن اعتقَد أنَّ زيارة أهل الذِّمة في كنائسهم قُربة إلى الله، فهو مُرتدٌّ، وإنْ جَهِل أن ذلك محرَّم، عُرِّف ذلك، فإنْ أصرَّ، صار مُرتدًّا".

"جس شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ کنیسے اللہ کے گھر ہیں اور ان میں بھی اللہ کی ہی بندگی کی جاتی ہے یا یہود و نصاری جو کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی ہے یا اللہ ان سے محبت کرتا اور اسے ان کا یہ عمل پسند ہے، یا اللہ تعالیٰ ان کی فتح پر یا ان کے دین کے قیام میں ان کی مدد کرتا ہے، اور یہ سب کام اللہ کا تقرب و طاعت دیتے ہیں، تو ایسا شخص کافر ہے۔"

مزید کہا: "جس کا عقیدہ ہے کہ ذمیوں کے کنیسوں میں جانا، اللہ کے تقرب کا سبب ہے، تو وہ مرتد ہے۔ اگر وہ اس کی حرمت سے لاعلم ہے تو اسے یہ حرمت سمجھائی جائے، اگر (شرعی دلائل کے باوجود) پھر بھی مصر رہے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے۔"

نوٹ: اب تک دیگر مذاہب کے عقائد و شعائر کے بارے میں جو تفصیل گزری ہے، وہ الہامی یعنی یہود و نصاریٰ کے بارے میں ہے۔ اور آغاز میں پہلی آیت کی تفسیر میں مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی زبانی گزر چکا ہے کہ اسلام میں یہ معابد کا تحفظ سابقہ الہامی مذاہب جیسے یہود و نصاری کو ہی حاصل ہے، آتش پرستوں اور بت پرست عجمی ادیان کو نہیں۔ جب اسلامی موقف یہود و نصاری کے بارے میں اس قدر واضح ہے تو پھر برصغیر کے عجمی (بت پرست) ادیان کے بارے میں اسلام کی رائے کس قدر دوٹوک ہو سکتی ہے۔

کفریہ معابد اور شرعی احکام و مصالح کا تجزیہ

① کفریہ معابد کے احکام تین قسموں: ممانعت، تحفظ اور مصلحت پر مشتمل ہیں: پیچھے ذکر ہوا کہ کفریہ معابد کی نئے سرے سے بلادِ اسلامیہ میں تعمیر کی ممانعت کبھی شرعی حکم ہوتا ہے، کبھی ان کی بقا و تحفظ شرعی حکم ہوتا ہے جب معاہدہ صلح میں اس کی صراحت موجود ہو اور کبھی ان کی اجازت و ممانعت مسلمانوں کی مصلحت سے مربوط ہوتی ہے، جب مسلمان بعض علاقوں پر بزورِ بازو غلبہ حاصل کر لیں۔

② کفریہ معابد کی بقا کے بجائے رضامندی سے ان کا خاتمہ شرعی مقصد ہے جس کی کوشش کرنی چاہیے: مذکورہ احادیثِ نبویہ اور سیدنا عمرؓ کے ذریعے قائم ہونے والے اجماعِ صحابہ کی ان شرائط سے علم ہوتا ہے کہ کفار سے صلح کرتے ہوئے یہ لازمی نہیں کہ ان کے غلط عقائد و معابد کے تحفظ و بقا پر ہی لازماً صلح کی جائے، بلکہ

ان سے ان کے خاتمہ، منہدم گرجاؤں کی تعمیر نہ کرنے یا تعمیرات کو نیچے کر لینے پر صلح کرنا ممکن ہو تو دراصل اُسی کی کوشش کی جانی چاہیے۔ تاہم وہ اس پر راضی نہ ہوں تو ان کو اپنے معابد باقی رکھنے کی اجازت دینا شرعاً جائز ہے۔ گویا شرعی مصلحت اس میں نہیں کہ کفار کو کفریہ عقائد پر باقی رہنے کی اجازت دی جائے، تاہم یہ کام صلح اور مفاہمت کے ساتھ ہونا چاہیے نہ کہ دین میں جبر کے ذریعے، جو کہ اسلام میں ناجائز ہے۔ پھر یہ اجازت بھی انہی علاقوں میں دی جاسکتی ہے جہاں پہلے سے کفار آباد چلے آرہے ہوں، اور جن علاقوں کو مسلمانوں نے ہی روزِ اوّل سے آباد کیا ہو، ان میں نئے سرے سے کلیسا تعمیر کرنے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں، جیسا کہ تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

اللہ کی سرزمین پر صرف اسی ایک ربِ متعال کی بندگی ہونی چاہیے اور اصلاً کفریہ معابد کو منہدم کر دینا چاہیے۔ ان کی بقا دراصل ایک ناگوار مجبوری اور ایسے معتبر مذہبی حق سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی جس میں کافر کو اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت دی گئی ہے۔ جب اجازت ہے تو ان کے معابد کی بقا بھی ایک ناگوار مجبوری ہے جس کا شریعت نے لحاظ کیا ہے۔ دورانِ جنگ، جب کفار لڑائی کا انتخاب کریں تو ان کے وجود واَموال کی طرح دورانِ جہاد، ان کے معابد بھی حفاظت کے حق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور جہاد کے بعد بھی انہی کفریہ معابد کو باقی رکھا جائے گا، جن کو صلح کی شرائط میں لکھ دیا گیا ہو، یا کفار رذمیوں کا اس علاقے میں رہائش پذیر ہونا اسلامی حکومت کی طرف سے ممنوع قرار نہ دیا گیا ہو، تو سکونت کے بالتبع ان کے کفریہ معابد بھی باقی رکھے جائیں گے۔

④ اس مسئلہ میں تین شرعی احکام: کفریہ معابد کے خاتمے کا شرعی مقصد، مسلمانوں کے ان سے متاثر ہو جانے کی دینی مصلحت اور کفار کی مذہبی آزادی کا جواز کارفرما ہیں: ان احادیث سے یہ بھی علم ہوتا ہے کہ بلادِ اسلامیہ میں کفریہ معابد کی عدم موجودگی ایک طرف شرعی تقاضا ہے کیونکہ ان میں ہونے والا شرک و معصیت اس قابل ہے کہ ایسے مراکز ختم ہوں جہاں شیطان نے لوگوں کو گمراہ کر کے اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کی بجائے عبادت کے دیگر راستے ان کے لئے مزین کر دیے ہیں، وہاں ان معابد کی غیر موجودگی کی وجہ مسلمانوں اور عباد اللہ کی مصلحت بھی ہے کہ وہ ان کے ذریعے غلط عقائد کا شکار ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صلح کی شرائط میں کفار عیسائیوں کو اپنے معابد کو آہستہ آہستہ ختم کر لینے پر آمادہ کیا۔ امام شافعی نے بھی مسلم حاکم کو معابد کے خاتمے کا معاہدہ کرنے کی تلقین کی ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ جن بعض علما نے احادیثِ نبویہ کی بجائے مسلمانوں کی صرف اپنے دین پر کاربند رہنے کی مصلحت کو پیشِ نظر رکھا ہے، اُنہوں نے ایسے مسلم علاقوں میں ان معابد کی اجازت دی ہے، جہاں مسلمان نہ بستے ہوں، صرف کفار ہی آباد ہوں۔

④ کفار کو مسلمانوں میں رہائش کی اجازت دعوتی مقاصد کے لئے ہے: کفریہ معابد کی گنجائش کی اساس دراصل کفار کی مسلمانوں کے ساتھ رہائش کی اجازت ہے، جس کا مقصد دعوت کے ذریعے ان کو اسلام کی طرف لانا ہے۔ جیساکہ ہر دور کے مسلم معاشروں میں کفار مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق کی بدولت زیادہ سے زیادہ دین اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ دعوت کے اسی عظیم مقصد کے پیش نظر سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم ﷺ بھی کفار کے ساتھ اس وقت قیام پذیر رہے جب تک ان کا ساتھ رہنا ممکن رہا۔ اسی بنا پر کفار کے معاشرے میں وقتی آمد ورفت والے تاجروں / مسافروں کے علاوہ ایسے مسلمان داعیوں کا رہنا ہی مشروع ہے جو ان کو اسلام کی دعوت دے سکیں، کیونکہ اسلام دعوت کے ذریعے ہی پھیلتا ہے اور دعوت سب سے عظیم ومبارک کارِ نبویؐ ہے۔ جب دینی مصلحت کی خاطر کفار کو مسلمانوں کے ساتھ رہائش کی اجازت ہے تو مذہبی جبر واکراہ کے خاتمے کے لئے ان کی عبادت گاہیں بھی گوارا ہیں۔ یہ اسلام کے تصور اختیارِ دین اور اس کی بنا پر ملنے والے ثواب وعقاب کا تقاضا ہے کہ کوئی شخص آزادانہ طور پر ہی اسلام میں داخل ہو۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وَالْمَدِينَةُ الَّتِي يَسْكُنُهَا الْمُسْلِمُونَ وَالْقَرْيَةُ الَّتِي يَسْكُنُهَا الْمُسْلِمُونَ وَفِيهَا مَسَاجِدُ الْمُسْلِمِينَ لَا يَجُوزُ أَنْ يَظْهَرَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ شَعَائِرِ الْكُفْرِ؛ لَا كَنَائِسَ؛ وَلَا غَيْرَهَا؛ إلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ عَهْدٌ فَيُوَفَّى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ... وَهَكَذَا الْقَرْيَةُ الَّتِي يَكُونُ أَهْلُهَا نَصَارَى وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ مُسْلِمُونَ وَلَا مَسْجِدٌ لِلْمُسْلِمِينَ فَإِذَا أَقَرَّهُمْ الْمُسْلِمُونَ عَلَى كَنَائِسِهِمْ الَّتِي فِيهَا جَازَ ذَلِكَ كَمَا فَعَلَهُ الْمُسْلِمُونَ: وَأَمَّا إذَا سَكَنَهَا الْمُسْلِمُونَ وَبَنَوْا بِهَا مَسَاجِدَهُمْ فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ «لَا تَصْلُحُ قِبْلَتَانِ بِأَرْضٍ» وَفِي أَثَرٍ آخَرَ: «لَا يَجْتَمِعُ بَيْتُ رَحْمَةٍ وَبَيْتُ عَذَابٍ».[1]

''ایسا شہر وبستی جس میں مسلمان بستے ہوں اور ان میں مسلمانوں کی مساجد ہوں، وہاں کفریہ شعائر کو نمایاں کرنا جائز نہیں، نہ گرجا اور نہ کچھ اور۔ الا یہ کہ معاہدہ صلح میں یہ شرط لکھی ہو تب عہد کو پورا کرنا ضروری ہے۔ وہ بستی جس کے باشندے عیسائی ہوں، وہاں نہ تو مسلمان بستے ہوں، نہ ان کی کوئی مسجد ہوں تو جب مسلمان انہیں کنیسہ رکھنے کی اجازت دے دیں تو ایسا کرنا درست ہوگا، جیساکہ مسلم حکام ماضی میں بھی ایسا کرتے رہے ہیں۔ تاہم جب مسلمان وہاں رہنا شروع کر دیں اور اپنی مسجدیں بھی بنالیں تو پھر نبی کریم کے ان فرامین کی بنا پر کفریہ معابد کو ختم کرنا ہوگا کہ کسی سرزمین میں دو قبلے نہیں

1 مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/ ۶۳۹

ہو سکتے اور دوسرے فرمان میں ہے کہ رحمت کا مرکز (مسجد) اور عذاب کا مرکز (غیر اللہ کی عبادت کا مرکز) ایک زمین میں نہیں ہو سکتے۔"

حدیث نمبر ۸ کی تشریح میں امام تقی الدین سبکی شافعی (م ۷۵۶ھ) لکھتے ہیں:

"والمساكنة إن أخِذت مُطلَقَة في البلد، يلزم ألاّ يكون لهم في تلك البلد كنيسةٌ؛ لأنَّ الكنيسة إنما تبقى لهم بالشرط إذا كانوا فيها."[1]

"امام سبکی کہتے ہیں کہ 'مل جل کر رہنے' کو پورے شہر تک اگر وسیع رکھا جائے تو ضروری ہے کہ اس شہر میں کفار کا کوئی کنیسہ نہ ہو کیونکہ کسی شہر میں کنیسہ ہونے کی صورت یہی ہے کہ کفار کی اس شہر میں سکونت ہو۔"

گویا اس باب میں شریعت کے مقاصد: غیر اللہ کی عبادت کا خاتمہ، مسلمانوں کے متاثر نہ ہونے کی مصلحت اور کفار کی مذہبی آزادی کے تین عناصر کی باہمی تطبیق سے مسئلہ کی حقیقی صورت واضح ہوتی ہے۔ جن علما نے کفریہ معابد کو صرف مسلمانوں کی مصلحت سے جوڑا ہے، اُنہوں نے احادیثِ نبویہ اور اجماعِ صحابہ کے باوجود کفر کی آزادی کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دی ہے، حالانکہ کفار کی مذہبی آزادی کی حیثیت ایک ضرورت سے زیادہ نہیں ہے۔

⑤ سکونت یا معابد کی اجازت کا مطلب مسلمانوں کی مشابہت اور کفریہ دعوت کا جواز نہیں: اس مسئلہ کی فقہی بنیاد: کفار کی مسلمانوں کے ساتھ رہائش کی اُصولی اجازت ہے، جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پھر کفار کو مسلمانوں کے ساتھ جب رہائش کی اجازت ہے تو ان کے عقائد، اور اموال و مصالح اور معابد کو بھی تحفظ حاصل ہے۔ تاہم کفار کو دو باتوں کی اجازت نہیں ہے:

اوّل: مسلمان اور کفار جس نظریہ پر بھی قائم ہوں، اس کی اجازت کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کر کے مغالطہ آرائی کر سکیں۔ تحقیر و ذلت سے قطع نظر، کسی کے لئے درست نہیں کہ جس مذہب اور نظریہ کو وہ مانتا نہیں، اپنے رہن سہن اور عادات واطوار کے ذریعے لوگوں کو اس جیسا ہونے کا تاثر دے۔ خلافِ حقیقت ہونے کے ناطے یہ امر اصلاً ہر دو کے لئے ناجائز ہے، اور اس کے شریعت میں مستقل دلائل ہیں۔ چنانچہ امام علاؤالدین کاسانی (م ۵۸۷ھ) لکھتے ہیں:

إن أهل الذمة يؤخذون بإظهار علامات يعرفون بها ولا يتركون يتشبهون

1 فتاویٰ سبکی از امام سبکی: ۲/ ۱۸۳

بالمسلمین في لباسهم و مركبهم و هيئتهم.[1]

"بلاشبہ اہل الذمہ کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ ایسی علامات اختیار کریں، جن سے وہ دور سے پہچانے جائیں۔ انہیں مسلمانوں کے ساتھ اپنے لباس، اپنی سواری، اور ظاہری ہیئت میں مشابہت کی اجازت نہیں ہو گی۔"

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی (م ۱۹۷۹ء) لکھتے ہیں:

"[ظاہری مشابہت کی بنا پر] قانونی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ مثلاً مسلمانوں کے لئے شراب پینا، رکھنا، اور بیچنا فوجداری جرم ہے اور ذمیوں کے لئے یہ جرم نہیں ہے۔ اب اگر ایک مسلمان ذمیوں کے مشابہ لباس پہنے تو وہ پولیس کے مؤاخذہ سے بچ سکتا ہے۔ اور اگر ایک ذمی مسلمانوں کے مشابہ بن کر رہے تو وہ پولیس کی گرفت میں آسکتا ہے۔"[2]

ثانیاً: کفار کو مسلمانوں کے ساتھ رہائش کی اجازت اس امر سے بھی مشروط ہے کہ اسلامی معاشرے میں وہ مسلمانوں کو اپنے گمراہ نظریات کی دعوت نہ دیں اور اپنے غلبہ اور اثرات کے ساتھ مسلمانوں کے عقائد پر اثر انداز نہ ہوں۔

یہی صورتحال غیر مسلموں کے مذہبی اجتماعات کی ہے۔ غیر مسلم اگر اپنے معابد باقی رکھ سکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ اس میں اجتماع بھی کر سکتے ہیں۔ تاہم ان کے آپس میں اجتماع کرنے کی اجازت اور مسلمانوں کو اپنے گمراہانہ عقائد کی دعوت، دونوں میں واضح فرق ہے۔ پہلی بات جائز اور دوسری ناجائز ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"تبلیغ کی کئی شکلیں ہیں: ایک شکل یہ ہے کہ کوئی مذہبی گروہ خود اپنی آئندہ نسلوں کو اور اپنے عوام کو اپنے مذہب کی تعلیم دے۔ اس کا حق تمام ذمی گروہوں کو حاصل ہو گا۔ دوسری شکل یہ ہے کہ کوئی مذہبی گروہ تحریر یا تقریر کے ذریعے سے اپنے مذہب کو دوسروں کے سامنے پیش کرے اور اسلام سمیت دوسرے مسلکوں سے اپنے وجوہ اختلاف کو علمی حیثیت سے بیان کرے، اس کی اجازت بھی ذمیوں کو ہو گی۔ مگر ہم کسی مسلمان کو اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے اپنا دین تبدیل کرنے کی اجازت نہ دیں گے۔ تیسری شکل یہ ہے کہ کوئی گروہ اپنے مذہب کی بنا پر ایک منظم تحریک اُٹھائے جس کی غرض یا جس کا مآل یہ ہو کہ ملک کا نظامِ زندگی تبدیل ہو کر اسلامی اصولوں کی بجائے اس کے

---

1 بدائع الصنائع از امام کاسانی: ۷/ ۱۱۳

2 'اسلامی ریاست' از سید مودودی: ص ۴۸۶ بحوالہ 'اسلامی ریاست اور غیر مسلم شہری' از ڈاکٹر سعد اللہ: ص ۵۹۰، نکس پبلشرز لاہور

اصولوں پر قائم ہو جائے۔ ایسی تبلیغ کی اجازت ہم اپنے حدود اقتدار میں کسی کو نہیں دیں گے۔''[1]

اوپر خط کشیدہ لفظ 'اجازت' کے سیاق و سباق سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا کے ہاں اس اجازت سے مراد غیر مسلموں کو اپنے ہم مذہبوں میں ہی دفاع کی اجازت ہے۔ وگرنہ جب کسی مسلمان کا ارتداد جائز نہیں تو اس کو دوسرے مذہب کی دعوت کیوں کر جائز ہو سکتی ہے۔ جب دعوت و تعلیم کی غرض سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے کسی صحابی کا تورات کو پڑھنا نبی کریم ﷺ کی ناراضی کا سبب ہے اور نبی کریم کی نبوت کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نجات بھی شریعت محمدی پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہے تو پھر اسلامی معاشرے میں کفار کو اس بات کی کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ مسلمانوں کو اپنے کفریہ عقائد کی دعوت اور وضاحت دیں۔ اس بنا پر مولانا کی بیان کردہ آخری تیسری صورت کی روشنی میں ہی دوسری صورت کو صرف اپنے ہم مذہبوں میں دفاع کی اجازت تک محدود سمجھنا زیادہ محتاط موقف ہے۔ واللہ اعلم

یہی بات واضح تر انداز میں، مولانا امین احسن اصلاحی (م ۱۹۹۹ء) نے یوں لکھی ہے:

''ہمارے پڑوس میں کوئی شخص دو قومی نظریہ پر ایمان رکھ کر سانس نہیں لے سکتا۔ روس میں کمیونزم کے بنیادی اصولوں کے منکرین کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اسلامی حکومت اپنے بنیادی اصولوں کے منکرین اور مخالفین کو نہ صرف یہ کہ اپنے دائرہ اقتدار میں پناہ اور وہ سارے حقوق دیتی ہے، جن کا ابھی اوپر ذکر گزرا ہے بلکہ انہیں اس بات کا بھی پورا حق دیتی ہے کہ جو عقائد و نظریات وہ رکھتے ہیں، ان پر قائم رہیں۔ ان کو اپنے اخلاف میں بطور ورثہ منتقل کریں۔ اپنے دائرہ کے اندر ان کی حفاظت و ترقی کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں، وہ بے روک ٹوک کریں۔ البتہ ریاست ان کو اس بات کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ ان نظریات کو ایک نظام زندگی کی حیثیت سے برپا اور ان کو اسلامی حکومت کے بنیادی اصولوں پر بالفعل غالب کرنے کی کوشش کریں۔ غور کیجئے تو اس بات میں غیر مسلموں کو اسلام نے مسلمانوں سے بھی زیادہ آزادی عطا کی ہے کیونکہ غیر مسلم تو اسلامی حکومت کے اندر اپنی پسند کے ہر دین و مذہب اور نظریہ و خیال کو اختیار کرنے کے لئے کاملاً آزاد ہیں مگر مسلمانوں کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اسلامی مملکت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے، اسلام کے سوا کسی اور نظریہ و خیال کو اعتقاداً بھی اختیار کریں۔''[2]

ایک معاشرے میں رہتے ہوئے جس طرح مشابہت کی بنا پر پیدا ہونے والے سماجی اور قانونی مسائل پیش

---

1 اسلامی ریاست: ص ۵۳۱ بحوالہ: اسلامی ریاست اور غیر مسلم شہری از ڈاکٹر محمد سعد اللہ: ص ۲۰۲

۲ 'اسلامی ریاست کے اُصول و مبادی' از مولانا امین احسن اصلاحی: ص ۲۱۵، ۲۱۴

آنے کا مسئلہ ہے، اسی طرح کفریہ شعائر کے اعلان میں دعوت وفروغ کا پہلو بھی موجود ہے۔ اسلام میں کفریہ معابد کی موجودگی کا مقصد مذہبی اجازت ہی ہے، اور اس اجازت کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دوسرے صحیح العقیدہ لوگوں کو اس کی دعوت دیں۔ اس کی سادہ مثال یوں بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ جس طرح غیر مسلموں کو خنزیر رکھنے اور کھانے سے روکا نہیں جاسکتا، کیونکہ ان کے مذہبی اعتقاد کے مطابق اس کو پالنا اور کھانا جائز ہے، تاہم اسلامی معاشرے میں انہیں اس بات کی اجازت نہیں ہوسکتی کہ ان کے خنازیر مسلمانوں کے گھروں میں گھستے پھریں، مسلمان کے کھانے پینے میں ان خنازیر کے اجزا داخل ہوجائیں۔ اور دیگر مسلمان ان کو دیکھنے کی اذیت، سونگھنے کی بدبو سے بھی محفوظ نہ ہوں۔ جس طرح جانور نجس، ناپاک اور تکلیف دہ ہوتے ہیں، اسی طرح کسی مسلمان کے لئے شرک کو دیکھنا، اس کی دعوت کا سامنا کرنا اور اللہ کے مقام پر دیگر معبودان کو دیکھنا بھی باعث تکلیف ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اسلامی معاشرے میں اجازت سے مراد، کفار کی داخلی حد تک اجازت ہے، نہ کہ مسلمانوں کو متاثر کرنے اور فروغ دینے کی اجازت بھی اس میں شامل ہے۔

نوٹ: قرآن وسنت اور اجماعِ صحابہ کی روشنی میں صورتِ مسئلہ تو واضح ہے اور مسائل کو شرعی اساسات پر ہی سمجھتے ہوئے ان میں حالات وواقعات کی شرعی رعایت بھی ملحوظ رکھنی چاہیے۔ تاہم مولانا یحییٰ نعمانی جیسے بعض لوگ محکومیت ومرعوبیت کے اس دور میں غیر مسلموں کے ایسے احکام کو کبھی سیدنا عمر کے انتظامی اقدامات، اور کبھی 'امصار المسلمین' جیسے الفاظ کو مسلمانوں کی عسکری چھاؤنیاں قرار دے کر، اور کبھی فتنہ وفساد سے مشروط کرکے صورتِ مسئلہ کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ کبھی نفس مسئلہ کو دین میں جبر سے خلط ملط کرکے، غیر مسلموں کے حقوق میں شامل کردیں۔[1] حالانکہ اسلام میں اصل ممانعت جبر واکراہ کی ہے، اور اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق اظہار کی پابندی ہے۔ جہاں تک اپنے غلط عقائد کی آزادانہ نشرواشاعت کی اجازت یا دوسروں کو متاثر کرنے کی بات ہے تو دورِ حاضر میں رواداری کی داعی، انسانی حقوق کی پیروکار مغربی ریاست بھی اجتماعیت کے میدانوں میں مذہب کے حوالے سے استدلال کو رد کرکے، صرف ابلاغی وتعلیمی اداروں کو انسانی حقوق کا پابند کرتی ہے۔ اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر فرد جرم عائد کرتی ہے۔ اسی طرح جدید ریاست کسی فرد کو بھی یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ تجارتی میدانوں میں دوسرے کی علامت، دوسرے ملک کی کرنسی اور جھنڈے کو استعمال کرکے قومی مغالطے پیدا کرے۔ (ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)

[اگلی قسط میں اجماعِ امت اور تمام مسالک کے فقہاے کرام کے اقوال کو پیش کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ]

1 دیکھیے مضمون: اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری، رذمی: مجلّہ تحقیقات اسلامی، علی گڑھ، انڈیا، مارچ ۲۰۱۱ء: ص ۶۰ تا ۶۲ بحوالہ 'اسلامی ریاست اور غیر مسلم شہری' از ڈاکٹر محمد سعد اللہ

بلادِ اسلامیہ میں کفریہ معابد کے احکام

مقالہ معابد الکفار وأحکامہا في بلاد المسلمین' کے مباحث کا خلاصہ

شیخ ابراہیم بن سلیمان الحیید | مترجم: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

نئے کفریہ معابد کی تعمیر

١) أجمع الفقهاء على تحريم إحداث معابد للكفار في البلاد التي أسلَم أهلها عليها قبل الفتح الإسلامي؛ كالمدينة واليمن، أو التي أحدَثها المسلمون؛ كالبصرة، وبغداد، أو في بلاد شبه الجزيرة العربية، ولا يجوز مصالحةُ أهل الذِّمة على إحداث معبدٍ لهم في هذه البلاد، ويجب هدم كلِّ معبدٍ مُحْدَثٍ فيها.

مدینہ ویمن جیسے علاقے جن کے سب باشندے جہاد سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے، یا بصرہ و بغداد جیسے علاقے جنہیں مسلمانوں نے ہی آغاز سے آباد کیا اور جزیرہ عرب کے تمام علاقوں میں کفار کے نئے معابد تعمیر کرنے کی حرمت پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے اور یہاں ذمیوں سے کسی نئے معبد کی تعمیر پر کوئی معاہدہ کرنا جائز نہیں اور ہر نئے تعمیر شدہ معبد کو ڈھا دینا واجب ہے۔

٢) لا يجوز إحداث معابد للكفار في البلاد التي فتحها المسلمون عُنْوَة، أو صلحًا مطلقًا، أو صلحًا على أن تكون للمسلمين، على الراجح من أقوال الفقهاء.

فقہاے کرام کے راجح قول کے مطابق جن علاقوں کو مسلمانوں نے طاقت، غیر مشروط صلح یا اس وضاحت کے ساتھ فتح کیا ہو کہ وہ معابد مسلمانوں کی ملکیت ہوں گے، تو وہاں بھی کفار کی نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنا ناجائز ہے۔

٣) لا يُمنع أهلُ الذمة من إحداث معابد لهم في البلاد التي فتحها المسلمون صلحًا على أن تكون أرضُها لأهل الذمة بخَراجٍ يُؤدُّونه للمسلمين؛ في أصحّ قولي الفقهاء.

---

1 کنگ سعود یونیورسٹی، الریاض کے شعبہ 'اسلامی تہذیب'، فیکلٹی آف ایجوکیشن میں مرحلہ ایم فل کا مقالہ ۱۴۲۹ھ

فقہا کے راجح قول کے مطابق کفار کو ایسے علاقوں میں نئے معابد بنانے سے منع نہیں کیا جائے گا جن کو مسلمانوں نے اس مشروط صلح کے ساتھ فتح کیا ہو کہ زمین اہل ذمہ کی ہوگی اور وہ مسلمانوں کو اس کا خراج ادا کریں گے۔

٤) إن المملكة العربية السعودية لها موقف واضح وجَليٌّ وهو المنع من إقامة معابد للكفار على أرضها، وهذا هُو الشرع الذي أمر به الله ورسوله.

حکومتِ سعودی عرب کا دوٹوک اور کھلا موقف یہ ہے کہ اس کی سرزمین پر کفریہ معابد قائم نہیں ہوسکتے، اور یہی وہ شریعت ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔

٥) لا يجوز نقلُ المعبد من مكانه الذي أقرَّ فيه إلى مكان يمنع فيه من إحداث المعابد.

"کفار کی کسی جائز سرزمین میں عبادت گاہ ایسے مقام پر منتقل نہیں کی جاسکتی جہاں ان کی نئی عبادت گاہ بنانا ناجائز ہو۔

٦) لا يجوزُ لطائفة من أهل الذمة في بلاد المسلمين تحويلُ معبدهم لملة أخرى، إلا في أرضٍ صُولِح الكفار على أن تكون لهم.

"اہل ذمہ کو مسلمانوں کے علاقوں میں کسی اور مذہب کو اپنی عبادت گاہ منتقل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، سوائے ایسی سرزمین کے جہاں کفار سے اس شرط پر صلح کی گئی ہو۔"

سابقہ کفریہ معابد کو منہدم کرنا

٧) كلُّ معبد وجَبَ هدمُه وإزالته لسبب اقتضى ذلك؛ شُرِع تحويلُه إلى مسجد يُعبد فيه الله، ويُوحَّدُ، مع إزالة كلِّ أثر ومَعْلَم للشرك.

ہر ایسی عبادت گاہ جس کو کسی شرعی سبب کی بنا پر گرانا اور ختم کرنا ضروری ہو، اس پر اللہ کی عبادت اور توحید کے لئے مسجد بنائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ وہاں سے شرک کی ہر علامت اور اثرات کا خاتمہ کر دیا جائے۔

٨) لا يجوزُ هدمُ معابد الكفار القديمة في الأرض التي يفتحُها المسلمون صلحًا، وتكون رقبتها للكفار بخَرَاجٍ يؤدونه للمسلمين ما لم ينقضِ الكفارُ العهدَ، وهكذا لا يجوز هدمُ معابد الكفار القديمة في أرض فتحها المسلمون صلحًا على

أن تكون للمسلمين وشرط الكفار إبقاء معابدهم.
کفار کی ایسی قدیم عبادت گاہیں جن کو مسلمانوں نے صلح کر کے فتح کیا ہو اور کفار کے ذمے اس زمین کا خراج بھی ہو، تو جب تک کفار اپنا عہد ایفا کریں، ان کفریہ عبادت گاہوں کو منہدم کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح کفار کی وہ قدیمی عبادت گاہیں جنہیں مسلمانوں نے اس مشروط صلح کے ساتھ فتح کیا ہو کہ ان کے کفریہ معابد باقی رہیں گے، تو ان کو بھی گرانا جائز نہیں ہے۔

٩) المعابدُ القديمة بأرضٍ فتَحَها المسلمون عَنْوَة، أو فُتحَتْ بصلحٍ مُطلقٍ يجوز لإمام المسلمين هدمُها، ويجوز إبقاؤها، ويفعل الإمامُ ما هو الأصلحُ للمسلمين.
ایسی قدیمی عبادت گاہیں جنہیں قوت یا غیر مشروط صلح کے ساتھ مسلمانوں نے فتح کرلیا ہو، تو مسلمانوں کے حاکم کے لئے ان کو گرانا اور باقی رکھنا، دونوں ہی جائز ہیں۔ اور حاکم کو مسلمانوں کی مصلحت کے مطابق اقدام کرنا چاہیے۔

١٠) إن قولَ من قال: "إن الأصنام التي يجبُ أن تُحطَّم هي ما كانت تُعبَدُ دون ما سواها." قولٌ عارٍ عن الصحة، وهو شذوذ، ومخالفةٌ لإجماع الفقهاء.
یہ موقف صحت وسلامتی سے بعید ہے کہ جن بتوں کی پرستش کی جاتی ہو، صرف انہی کو گرانا ضروری ہے، باقی بتوں کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ یہ فقہا کے اجماع کے خلاف ایک شاذ موقف ہے۔

کفریہ معابد میں آمد ورفت

١١) يجوز للمسلم التروّل بمعابد الكفار إن احتاج لذلك؛ لنحو: بردٍ، أو مطر، على الراجح من أقوال الفقهاء.
فقہا کے راجح قول کے مطابق مسلمانوں کے لئے کفریہ معابد میں حسب ضرورت سردی، بارش وغیرہ کے موقع پر ستانا رپناہ لینا جائز ہے۔

١٢) يُكره للمسلم أن يُصلِّيَ في المعابد التي بها صورٌ لذوات الأرواح، وتشتدُّ الكراهة إذا كانت الصورُ في قبلة المصلي، فإن خلَت المعابد من الصور فالصلاة بها جائزة من غير كراهة، في أصح أقوال الفقهاء.
مسلمان کے لئے جاندار کی تصویروں والے کفریہ معابد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور یہ کراہت اس وقت شدید تر ہو جاتی ہے، جبکہ یہ تصاویر قبلہ کی سمت میں ہوں۔ تاہم اگر ان معابد کو تصویروں سے

پاک کرلیا جائے تو علما کے صحیح قول کے مطابق ان میں بلا کراہت نماز پڑھنا درست ہے۔

١٣) يجوز للمسلم دخولُ معابد الكفار في غير أوقات أعيادهم ومناسباتهم، وذلك مشروط بعدم تكْرارِ الدخول والمداومة عليه، ويجب عليه حالَ دخوله أن يكون معتزًّا بدينه، لا منبهرًا ومعجبًا ومستحسنًا لما يراه؛ لخطورة ذلك على دينه.

مسلمان کفریہ معابد میں ان کی عیدوں اور خاص مواقع کے علاوہ جاسکتے ہیں۔ البتہ ایسا بہ کثرت یا ہمیشہ نہیں ہونا چاہیے۔ اور مسلمانوں کو ایسے مقامات پر جاتے ہوئے اپنے دین پر فخر کرنا چاہیے، نہ کہ وہ ان سے متنفر اور کفریہ مظاہر کو اچھا سمجھ کر ان سے خوش ہونے والا ہو، کیونکہ ایسے رویے سے اس کے دین پر خطرناک اثرات پڑ سکتے ہیں۔

١٤) لا يجوز للمسلم أن يستجيبَ لطلب والدَيْه أو أحدهما إذا أمراه بأن يذهب بهما إلى المعبد، وعليه أن يتلطَّف في رَدِهما، ويجتهد في إرضائهما.

مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ والدین یا کسی ایک کے مطالبے پر اُنہیں ان کفریہ معابد میں لے کر جائے۔ ایسے وقت میں اسے چاہئے کہ ان کو ٹالنے میں نرمی کا مظاہرہ اور ان کو راضی کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔

کفریہ معابد کے حقوق

١٥) إذا تجسَّس الذِّميُّ أو المستأمن على المسلمين، وكان من شأنه اتِّخاذ المعبدَ مأوًى لأعماله التجسسيَّة - فإنه يُنتقَضُ عهدُه، ويُخيَّر ولي الأمر في عقوبته، ما بين قتلٍ، أو استرقاقٍ بحسب ما يراه محقِّقًا لمصلحة المسلمين.

جب کوئی کافر (ذمی یا مستامن) جاسوسی کا مرتکب ہو اور جاسوسی کے مذموم مقاصد کے لئے اپنے معابد کو استعمال کرے تو اس سے اس کا معاہدہ امان ٹوٹ جاتا ہے۔ اور حاکم وقت، مسلمانوں کی مصلحت کے مناسب حال اس کو سزا دینے، یا قتل وقید کر دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

١٦) لا يجوزُ تنجيسُ معابد الكفار بقضاء الحاجة فيها أو نحو ذلك، وعلى وليِّ الأمر معاقبةُ مَن يَصدُرُ منه ذلك.

کفریہ معابد کو نجاست وغیرہ سے ناپاک کرنا ناجائز ہے، اور حاکم وقت ایسا کرنے والے کو سزا دے۔

١٧) لا يجوز غَصْبُ وسرقة ما بداخل معابد الكفار من ممتلكاتٍ، بما في ذلك

الأصنام والصلبان، ويجب ردُّ ما غصب أو سُرِق بعينه إن كان باقيًا، وضمانُه إن كان تالفًا ما لم يكن التالف مما أَهْدَر الشرعُ قيمتَه؛ كالأصنام، والخمر.

''کفریہ معابد کے اندر ملکیتی چیزوں، بتوں اور صلیبوں کو چوری کرنا اور چھین لینا ناجائز ہے۔ اگر بعینہٖ وہ چیزیں مل جائیں تو انہیں واپس کرنا لازمی ہے۔ اور ضائع ہو جانے کی صورت میں ایسی اشیا کی مالیت نہیں دی جائے گی، جن کی مالیت کو شرع نے رائیگاں کر دیا ہے، جیسے بت اور شراب وغیرہ

معابد کفریہ کی تزئین و آرائش اور ان کی طرف دعوت و فروغ کی حرمت

۱۸) ترميمُ المعابد معصية لله، مسلمًا كان الفاعل أو كافرًا، والبحثُ فيه إنما هو من حيث منع الكفار منه أو عدم منعهم، وقد اتَّفق الفقهاء على أن الكفار يُمنعون من ترميم معابدِهم في البلاد التي يبنيها المسلمون، أو يُسلم أهلها عليها، واتفقوا على أن الكفار لا يمنعون من ذلك في بلد صُولحوا على أن يكون لهم، أو في بلد فتَحَه المسلمون صلحًا على أن يكون لهم، وشَرَط أهل الذمة إبقاءَ معابدهم وترميمَها.

کفریہ معابد کی تجدید و تعمیر کرنا اللہ کی نافرمانی کا موجب ہے، چاہے کوئی مسلمان یہ کام کرے یا کافر۔ اور اس میں فیصلہ کن امر 'کفار کے منع وعدم منع' کے لحاظ سے ہی ہے۔ فقہا کا اس پر اتفاق ہے کہ جن علاقوں کو مسلمانوں نے بنایا ہو، یا اس کے سب باشندے اسلام لا چکے ہوں، وہاں کفار کو اپنے معابد کی تجدید و تعمیر سے روکا جائے۔ تاہم جن علاقوں میں صلح اس بنا پر ہو کہ معابد کفار کے پاس ہی رہیں گے، وہاں انہیں روکنا بھی بالاتفاق منع ہے۔ یا ایسے علاقے جنہیں مسلمانوں نے اس معاہدہ صلح پر فتح کیا ہے کہ وہ معابد کفار کے پاس ہوں گے اور اہل ذمہ اپنے معابد اور ان میں ترمیم کر سکیں گے۔

۱۹) لا يجوز أن تُزخرَف معابد الكفار بأي شكل من أشكال الزخرفة، كما لا يجوزُ لهم أن ينقشوا شعاراتهم على ظواهر حيطان معابدِهم وأبوابها من الخارج إذا كانوا في مصرٍ من أمصار المسلمين وقُراهم، ولا يُتعرض لهم إذا فعلوا ذلك في القرى التي انفردوا بها، وصولحوا على أن تكونَ لهم.

کفریہ معابد کو کسی بھی نوعیت کی زینت و آرائش سے مزین کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے شہروں اور بستیوں میں موجود کفریہ معابد کی بیرونی دیواروں اور دروازوں پر اہل کفر کے شعائر کو نمایاں نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم جن بستیوں میں صرف کافر ہی بستے ہوں اور اس پر انہوں نے صلح کر رکھی ہو تو

وہاں اُنہیں روکا نہیں جاسکتا۔

٢٠) لا تجوز الدعاية للمعابدِ؛ بترغيب السائحين في زيارتها بأي نوع من أنواع الدعاية والإعلان، وعلى وليِّ أمر المسلمين منعُ مَن يقوم بالدعاية والترويج لزيارة معابد الكفار في بلاد المسلمين.

کفریہ معابد کی طرف سیاحوں کو اعلان و دعوت کی کسی صورت سے بلانا ناجائز ہے۔ مسلمانوں کے حاکم کا فرض ہے کہ جو بلادِ اسلامیہ میں کفریہ معابد کی ترویج اور اعلان کرے تو اس کا سدباب کرے۔

٢١) يَحرمُ صنعُ وبيعُ واقتناءُ مُجسَّمات معابد الكفار ذات الشكل المعماري.

کفریہ معابد کی تعمیر سے ملتے جلتے ماڈل بنانا، بیچنا اور سٹاک رکھنا حرام ہے۔

٢٢) لا يجوزُ للمسلم أن يقومَ بنقش صورة تمثالٍ لذي روح على خاتم أو غيره، كما يحرمُ على المسلم لُبْسُ الخاتم المنقوش عليه صورة تمثال لذي روح، ولا يجوزُ بيعُه أو شراؤه.

کسی مسلمان کو اپنی انگوٹھی وغیرہ پر کسی ذی روح کے مجسمے کا کوئی نقش بنانا جائز نہیں۔ اسی طرح کسی جاندار کے مجسمے والی نقش شدہ انگوٹھی پہننا اور اس کی خرید وفروخت کرنا بھی حرام ہے۔

٢٣) يحرم على المسلم أن يصنع صليبًا من أية مادة ويحرم عليه أن ينقش صورة الصليب على الخاتم وغيره، ولا يجوز له لبسه واقتناؤه.

کسی بھی میٹریل سے صلیب بنانا مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ ایسے ہی انگوٹھی وغیرہ پر صلیب بنانا بھی ناجائز ہے۔ اس کو پہننا اور اس کو سنبھالنا بھی ناجائز ہے۔

کفریہ معابد سے مالی لین دین اور ان کی سہولت کاری، تجدید وتزئین کی حرمت

٢٤) يحرم على من يتولى إدارة الشركات السياحية أن يُوجِدَ وظائف لمرشدين سياحيين لقاصدي المعابد، ويحرم على المسلم أن يتولَّى هذا العمل بأجرة أو بدونها، ولا يجوز للمسلم أن يدفع أجرةً على دخوله لمعبدٍ من معابد الكفار، ولا يجوز له أن يتولَّى إدارة وتحصيل الأموال وأخذها من السائحين.

ٹریول ایجنسیوں کے مالکان پر ان کفریہ معابد کی طرف رہنمائی کرنے والے گائیڈوں کے معاوضے / ملازمتیں دینا حرام ہے۔ اور کوئی مسلمان بھی مفت یا اجرت پر یہ کام کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ کسی کفریہ

معبد میں داخلے کی فیس دینا بھی مسلمان پر جائز نہیں۔ اور یہ بھی کہ سیاحوں سے اس کی ٹکٹیں / اجرت جمع کرنے اور اس کام کی تنظیم کی ذمہ داری لی جائے۔

٢٥) يحرُم بيع وتأجير الأرض أو الدار لمن يتخذها معبدًا للكفار.

کفریہ معابد کے لئے کوئی زمین یا علاقہ بیچنا، کرایہ پر دینا حرام ہے۔

٢٦) يجوز شراء المعابد إذا لم يُمكن استنقاذُها من أيدي الكفار إلا بالشراء.

جب کفار سے خریدنے کے علاوہ کفریہ معابد کو واپس لینے کی کوئی صورت نہ ہو تو اسے خریدنا جائز ہے۔

٢٧) لا يحِلّ للمسلم أن يقوم بعمل التصاميم الهندسية للمعابد، كما لا يحِلّ له أن يعمل في معابد الكفار بنّاءً، أو نجارًا أو مُستَخدَمًا، أو حارسًا.

کسی مسلمان کے لئے کفریہ معابد کی تعمیر کی پلاننگ، آرکیٹیکٹ انجنیئرنگ کرنا بھی جائز نہیں۔ ایسے ہی کسی معبد میں معمار، بڑھئی، ورکر اور گارڈ بننا بھی جائز نہیں۔

٢٨) لا يجوز للمسلم أن يُوقف أو يُوصي أو يتصدّق لمعابد الكفار، ببنائها أو ترميمها أو فرشها أو إنارتها أو للمتعبِّدين فيها، أو خَدَمَتِها وسَدَنَتِها وكذلك لا تجوز ولا تصحُّ تلك العقود من الكافر أيضًا في حالة تحاكمه إلينا.

مسلمان پر کفریہ معبد کے لئے وقف کرنا، کوئی وصیت کرنا، صدقہ کرنا ناجائز ہے جس سے اس کی تعمیر، تجدید، فرش اور لائٹنگ کی جائے یا اس میں آنے والوں، اس کے ملازموں اور ورکروں کو سہولت ملتی ہو۔ اور اگر کفار اسلامی عدالت سے ایسی وصیت اور صدقہ کے سلسلے میں رجوع کریں تو اس (ناجائز عمل) کا قانونی اجرا کرنا جائز نہیں۔"

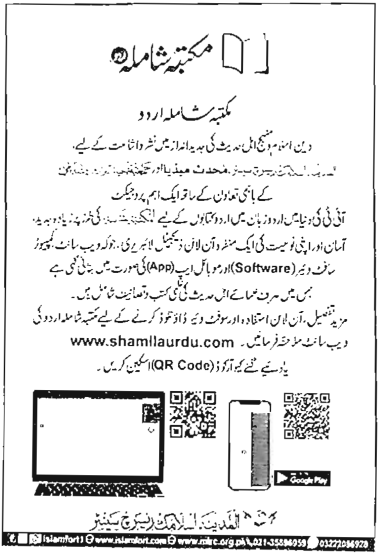

کفریہ معابد کی توسیع ناجائز ہے!

سوال: ایک نصرانی پادری کے گھر کے نزدیک میدان تھا، جس میں ایک بوسیدہ کنیسہ تھا۔ اس کی چھت نہیں تھی، اس کے شکستہ ہونے کا کسی مسلمان کو پتہ نہیں تھا۔ تو پادری نے وہ میدان خرید کر اس کو آباد کر دیا اور کنیسہ کو عمارت میں داخل کر دیا، اس کی دیواروں کو درست کیا اور اس میں آباد کاری کی، نصرانی اس میں جمع ہو کر اپنے شعار بلند کرنے لگے، اس کو بعض حکام نے بلوایا تو وہ اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے لگا، بعض اعرابیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور شر کا اظہار کرنے لگا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کا یوں جواب دیا:

لَيْسَ لَهُ أَنْ يُحْدِثَ مَا ذَكَرَهُ مِنْ الْكَنِيسَةِ وَإِنْ كَانَ هُنَاكَ آثَارُ كَنِيسَةٍ قَدِيمَةٍ بِبَرِّ الشَّام فَإِنَّ بَرَّ الشَّام فَتَحَهُ الْمُسْلِمُونَ عَنْوَةً وَمَلَكُوا تِلْكَ الْكَنَائِسَ؛ وَجَازَ لَهُمْ تَخْرِيبُهَا بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ وَإِنَّمَا تَنَازَعُوا فِي وُجُوبِ تَخْرِيبِهَا. وَلَيْسَ لِأَحَدِ أَنْ يُعَاوِنَهُ عَلَى إحْدَاثِ ذَلِكَ وَيَجِبُ عُقُوبَةُ مَنْ أَعَانَهُ عَلَى ذَلِكَ. وَأَمَّا الْمُحْدِثُ لِذَلِكَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَإِنَّهُ فِي أَحَدِ قَوْلَيْ الْعُلَمَاءِ يُنْتَقَضُ عَهْدُهُ وَيُبَاحُ دَمُهُ وَمَالُهُ؛ لِأَنَّهُ خَالَفَ الشُّرُوطَ الَّتِي شَرَطَهَا عَلَيْهِمْ الْمُسْلِمُونَ وَشَرَطُوا عَلَيْهِمْ أَنَّ مَنْ نَقَضَهَا فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ مِنْهَا مَا يُبَاحُ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ. وَاَللَّهُ أَعْلَمُ.[1]

"پادری کے لئے یہاں کنیسہ بنانا جائز نہیں، اگرچہ اس میں پرانے کنیسے کے آثار موجود ہوں۔ کیوں کہ یہ شام کی خشک زمین پر ہے اور اس کو مسلمانوں نے قوت و غلبہ سے ساتھ فتح کیا تھا، یہ ان کی ملکیت تھی۔ تو مسلمانوں کے لئے ان کنیسوں کو ختم کرنا جائز تھا، اس پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا اس کو گرانا واجب ہے یا نہیں؟ کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس پادری کی معاونت کرے، جو ایسا کرے گا اس پر عقوبت واجب ہو گی۔ اگر یہ کام کرنے والا کوئی ذمی ہو گا، تو علما کے ایک قول کے مطابق اس کا عہد ختم ہو جائے گا، اس کا خون اور مال مباح ہو جائے گا۔ کیوں کہ اس نے ان شرائط کی مخالفت کی ہے، جو مسلمانوں نے اس پر عائد کی ہیں۔ مسلمانوں نے ان پر شرط لگائی تھی کہ جس نے عہد توڑ دیا اس پر وہ سب احکام لاگو ہوں گے، جو اہل حرب پر ہوتے ہیں۔"

---

1 مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۸/ ۶۴۷

کفریہ معابد کے سیاحتی دورے اور اُن میں عبادت کا حکم

شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے پوچھا گیا کہ کفار کے معابد مثلاً بیت المقدس کے بڑے گرجا: قُمامہ اور جبل صہیون، بیت اللحم، اور عیسائی کنیساؤں وغیرہ کی زیارت کا شرعی حکم کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا:

الجواب: فَمَنْ زارَ مَكانًا مِنْ هذهِ الأمكنَةِ مُعتَقِدًا أنَّ زيارتَهُ مُستَحبَّةٌ، والعبادَةُ فيهِ أفضَلُ مِنَ العبادَةِ في بَيْتِهِ، فَهُوَ ضالٌّ خارجٌ عَنْ شريعَةِ الإسلام يُستتابُ فإنْ تابَ وإلاَّ قُتِلَ. وأمّا إذا دَخلَها الإنسانُ لِحاجَةٍ، وعَرَضَتْ لَهُ الصَّلاةُ فيها، فَللعُلَماءِ فيها ثَلاثَةُ أقوالٍ: في مَذهَبِ أحْمَدَ وغَيْرِهِ قِيلَ: تُكرَهُ الصَّلاةُ فيها مُطلَقًا، واختارَهُ ابنُ عقيلٍ وهوَ مَنقولٌ عَنْ مالِكٍ، وقِيلَ: تُباحُ مُطلَقًا، وقيلَ: إنْ كانَ فيها صُوَرٌ نُهِيَ عَنِ الصَّلاةِ وإلاَّ فَلا، وهَذا مَنصوصٌ عَنْ أحْمَدَ وغَيْرِهِ، وهُوَ مَرْويٌّ عَنْ عُمَرَ بنِ الخَطّابِ رضي الله عنه وغَيْرِهِ، فإنَّ النَّبيَّ ﷺ قالَ: «لا تَدْخُلُ المَلائِكَةُ بَيْتًا فيهِ صُورَةٌ»(البخاري رقم:3226). ولَمّا فَتَحَ النَّبيُّ عليه الصلاة والسلام مَكَّةَ كانَ في الكَعبَةِ تَماثيلُ فَلَمْ يَدخُلِ الكعبةَ حَتّى مُحِيَتْ تِلْكَ الصُّوَرُ واللهُ أعلَمُ.[1]

”جو بھی شخص ایسے کفریہ مقامات کا دورہ اس عقیدہ کے ساتھ کرتا ہے کہ یہ نیک کام ہے، اور ان میں عبادت کرنا گھر میں عبادت سے بہتر ہے، تو ایسا شخص گمراہ اور شریعت اسلامیہ سے خارج ہے، اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اگر توبہ کر لے تو درست وگرنہ اس کو (بطورِ سزا) قتل کر دیا جائے۔ البتہ اگر کوئی شخص ایسے مقامات پر کسی ضرورت کی بنا پر جائے اور وہاں نماز کا وقت ہو جائے تو اس میں علما کے تین موقف ہیں: امام احمد کے مطابق وہاں نماز پڑھنا مطلقاً مکروہ ہے۔ ابن عقیل اور امام مالک نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ مطلق طور پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور یہ بھی موقف رکھا گیا ہے کہ اگر تصاویر موجود ہوں تو نماز سے روکا جائے گا، وگرنہ نہیں۔ اور یہ موقف امام احمد سے بھی ملتا ہے۔ اور یہی سیدنا عمر بن خطاب وغیرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔ اور نبی کریم ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو کعبہ میں بت تھے۔ آپ اس وقت تک کعبہ میں نہیں گئے جب تک سارے بُت گرا نہ دیے گئے۔“

1 مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲/۲۷-۱۶/۱۴

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مبارک صفات اور مثالی حفظ و ضبط

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شریف شاکر[1] / ڈاکٹر حافظ مسعود قاسم[2]

نام و نسب

سید الحفاظ والاثبات سیدنا ابوہریرۃ دوسی یمنی رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اختلف في اسمه على أقوال جمة، أرجحها: عبدالرحمٰن بن صخر.[3]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں بہت سے مختلف اقوال ہیں۔ ان میں سب سے راجح عبد الرحمٰن بن صخر ہے۔"

بعض نے ابن غنم کہا ہے، بعض نے عبد شمس اور عبد اللہ بتایا ہے، بعض نے سُکَین، بعض نے عامر، بعض نے بریر اور بعض نے عبد بن غنم کہا ہے۔ بعض نے عمرو اور بعض نے سعید بتایا ہے۔ ایسے ہی آپ کے باپ کے بارے میں بھی کئی اقوال ہیں۔ ہشام بن کلبی نے آپ کا نسب نامہ یوں ذکر کیا ہے:

"عمیر (ابوہریرہ) بن عامر بن ذی شری بن طریف بن عیّان بن ابی صعب بن هُنَيّة بن سعد بن ثعلبۃ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس بن عُدثان بن عبد اللہ بن زہران بن کعب بن حارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن ازد" اور خلیفہ بن خیاط نے بعینہٖ یہی کچھ آپ کے نسب نامہ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اس نے 'عیّان' کی جگہ 'عتاب' اور 'هُنَية' کی جگہ 'مُنَبِّہ' کہا ہے۔" (ایضاً)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ قطب حلبی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے باپ کے نام کے بارے میں جس قدر اقوال الکنیٰ للحاکم، الاستیعاب اور تاریخ ابن عساکر میں ذکر کیے گئے ہیں، ان کا مجموعہ چوالیس بنتا ہے۔[4] پھر طویل بحث کے بعد آپ لکھتے ہیں:

---

1 رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد، drshakirr@gmail.com
2 یونیورسٹی آف ایگری کلچر، فیصل آباد، hafizqasim@uaf.edu.pk

3 محمد بن احمد بن عثمان الذهبي، سير أعلام النبلاء: ۲/ ۵۷۸، مؤسسة الرسالة، بيروت، ۱۹۸۲ء؛ يحيىٰ بن شرف النووي، المنهاج في شرح صحيح مسلم بن الحجاج: ۱/ ۶۷، مكتبة البشرىٰ، كراتشي، ۲۰۰۹ء

4 حافظ ابن حجر عسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة: ۲۰۲/۴، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الاولى، ۱۹۱۰ء

فعند التامل لا تبلغ الأقوال عشرة خالصة ومرجعها من جهة صحة النقل إلى ثلاثة: عمير وعبد الله وعبد الرحمٰن الأوّلان محتملان فى الجاهلية والإسلام وعبد الرحمٰن فى الإسلام خاصة.[1]

غور وفکر کرنے سے یہ تعداد خالص دس اقوال تک بھی نہیں پہنچتی۔ صحتِ نقل کے لحاظ سے صرف تین نام ثابت ہوتے ہیں: (۱) عمیر (۲) عبد اللہ اور (۳) عبد الرحمٰن۔ پہلے دو کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ زمانۂ جاہلیت اور دورِ اسلام میں آپ کے نام ہوں۔ جبکہ عبد الرحمٰن نام خصوصی طور پر آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد کا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: كان اسمى في الجاهلية عبد الشمس فسُمِّيْتُ في الاسلام عبدالرحمٰن[2] ''دورِ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس تھا۔ پھر اسلام میں میرا نام عبد الرحمٰن رکھا گیا۔''

کنیتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

عبد اللہ بن رافع، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے ہیں:

لِمَ كُنِّيتَ أبا هريرة؟ قال: أَمَا تَفْرَق مِنِّىْ؟ قلتُ: بلى، والله! إِنِّىْ لَأَهَابُك، قال: كنتُ أَرْعى غنم أهلى، فكانَتْ لِىْ هُرَيرة صَغِيرة فكنتُ أَضَعُها بالليل فى شجرة، فإذا كان النهار ذهبتُ بها فلَعِبْتُ بها فكنَونِىْ أبا هريرةَ.[3]

''اے ابو ہریرہ! آپ کی کنیت ابو ہریرہ کیوں رکھی گئی؟ ابو ہریرہ نے کہا: کیا آپ مجھ سے ڈرتے نہیں ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ سے ڈرتا ہوں۔ ابو ہریرہ نے کہا: میں اپنے گھر کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری ایک چھوٹی سی بلّی تھی، میں اسے رات کو درخت پر رکھتا۔ جب دن ہوتا اسے ساتھ لے جاتا، اس سے کھیلتا تو لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ رکھ دی۔''

محمد بن قیس کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

لا تكنوني أباهريرة، كناني رسول الله ﷺ أبا هرّ.

''میری کنیت ابو ہریرہ نہ پکارو، رسول اللہ ﷺ نے تو میری کنیت أبو هرّ رکھی ہے۔''

---

۱ ایضًا

۲ ابن عبدالبر: الإستيعاب فى الأصحاب: ٤/ ١٧٧٠، دار الجليل، بيروت، ١٩٩٢ء

۳ جامع الترمذي، أبواب المناقب، باب مناقب أبي هريرة: ٣٨٤٠، دار السلام، الرياض ١٩٩٩ء

ولید بن رباح، ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ کہا کرتے تھے:

كان النبي ﷺ يدعوني أبا هرّ .[1]

”نبی کریم ﷺ مجھے أبا هرّ کہہ کر پکارا کرتے تھے۔“

حافظ ابن عبد البرؒ نے ابن اسحٰق کے حوالے سے لکھا ہے:

وَقَدْ رُوِينَا عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ:كُنْتُ أَحْمِلُ هِرَّةً يَوْمًا فِي كُمِّي، فَرَآنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لِي: مَا هَذِهِ؟ فَقُلْتُ: هِرَّةٌ. فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ. وَهَذَا أَشْبَهُ عِنْدِي أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ ﷺ كَنَّاهُ بِذَلِكَ، وَاللهُ أَعْلَمُ.[2]

”ہمیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک دن اپنی آستین میں بلّی اٹھائی ہوئی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا بلّی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوہریرہ۔ (ابن عبد البر کہتے ہیں کہ) یہ بات میرے نزدیک زیادہ یقین والی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کی یہ کنیت رکھی ہو۔ واللہ اعلم“

اہل یمن کی فضیلت

اہل یمن کی فقہ وحکمت اور نرم دلی کا رسول اللہ ﷺ یوں تذکرہ فرماتے ہیں:

«الفِقْهُ يَمانٍ وَالحِكْمَةُ يَمانِيَةٌ.»[3]

”فقہ تو یمن والوں کی ہے اور حکمت ودانائی بھی یمن والوں کی ہے۔“

آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

«أَتَاكُمْ أَهْلُ اليَمَنِ، هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا، الإِيمَانُ يَمانٍ وَالحِكْمَةُ يَمانِيَةٌ.»[4]

”تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں۔ یہ رقیق القلب اور نرم دل ہیں۔ ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت ودانائی بھی یمن والوں کی ہے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ

---

1 سير أعلام النبلاء:٢/ ٥٨٧

2 الإستيعاب في معرفة الأصحاب، أبو عمر يوسف بن عبد الله ابن عبد البر القرطبي:٤/ ٢٠٦

3 صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قدوم الأشعريين...:٤٣٩٠، دار السلام، الرياض

4 صحيح البخاري حديث: ٤٣٨٨

"لفظ یمان اُن کو شامل ہے جو سکونت اور قبیلے کے لحاظ سے یمن کی طرف منسوب ہوں، لیکن اس لفظ یمان سے سکونت کے لحاظ سے یمن کی طرف منسوب اشخاص، مراد لینا زیادہ واضح ہے۔"[1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام اور ہجرت

سیدنا ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ

"طفیل بن عمرو نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کہا: "بلاشبہ دوس ہلاک ہو گئے۔ اُنہوں نے نافرمانی کی اور (اسلام لانے سے) انکار کر دیا، لہٰذا آپ ان کے لئے بد دعا فرمائیں۔ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: «اللهم اهد دوسا وَائتِ بهم» "اے اللہ! دوس کو ہدایت نصیب فرما اور اُن کو لے آ۔"[2]

رسول اللہ ﷺ کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ دوس کے ستر اسّی گھرانے مسلمان ہو گئے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح بخاری کی مندرجہ بالا حدیث کے تحت حافظ ابن حجر ہشام بن الکلبی سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

إنه دعا قومه إلى الإسلام فاسلم أبوه ولم تسلم أمّه وأجابه أبوهريرة وحده.[3]

"طفیل بن عمرو نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو آپ کے باپ مسلمان ہو گئے لیکن آپ کی ماں نے اسلام قبول نہ کیا اور ابو ہریرہ اکیلے نے طفیل کی دعوت کو قبول کیا۔ یعنی آپ نے بھی یمن ہی میں اسلام قبول کر لیا۔"

اس سے واضح ہوا کہ اوپر جن ستر اسّی گھرانوں کے اسلام کا ذکر ہوا اُن سب میں ابو ہریرہ کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ (ابن کلبی کا ذکر کردہ قصہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قدیم الاسلام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے جزم و وثوق کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر میں طفیل بن عمرو دوسی کے ساتھ آئے تھے۔[4]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ سے پہلی ملاقات (۷ھ میں) خیبر کے مقام پر ہوئی تھی۔

---

۱ حافظ ابن حجر عسقلاني، فتح الباري: ۸ / ۹۹، دار نشر الكتب الاسلامية، لاهور، ۱۹۸۱ء

۲ صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قصة دوس وطفيل بن عمرو الدّوسي، حديث: ۴۳۹۲

۳ فتح الباري: ۸/ ۱۰۲

۴ ایضا

غزوۂ خیبر میں شرکت

طبقات ابن سعد کی ذکر کردہ درج ذیل روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے:

أن أبا هريرة قدم المدينة في نفر من قومه وقد خرج رسول الله ﷺ إلى خيبر واستخلف على المدينة رجلًا من غفار يقال له سباع بن عُرفطة .... قال أبوهريرة .... فلما فرغنا من صلاتنا أتينا سباعًا فزوَّدنا شيئًا حتى قدمنا على رسول الله ﷺ قد افتتح خيبر فكلّم المسلمين فأشركونا في سهمانهم.[1]

”سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے چند افراد کی معیت میں مدینہ پہنچے اور رسول اللہ ﷺ بنو غفار کے سباع بن عرفطہ نامی شخص کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر خیبر کی طرف نکل چکے تھے... اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم نماز سے فارغ ہو کر سباع کے پاس آئے تو اس نے ہمیں کچھ زادِ راہ دیا۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آپہنچے اور آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ پھر آپ نے مسلمانوں سے بات کی تو انہوں نے ہمیں اپنے (مالِ غنیمت کے) حصے میں شریک کر لیا۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَقَعَ عند الواقدي إنه قدم بعد فتح معظم خيبر فَحَضَر فتح آخرها، لكن مضٰى في الجهاد من طريق عنبسة بن سعيد عن أبي هريرة قال: أتيتُ رسول الله ﷺ وهو بخيبر بعد ما افتتحها فقلتُ يا رسول الله! اسهم لي![2]

”واقدی کے ہاں واقعہ یوں ہے کہ ابوہریرہ خیبر کا زیادہ حصہ فتح ہونے کے بعد آئے اور اس کے آخری (قلعہ کی) فتح کو حاضر ہوئے، لیکن کتاب الجہاد (صحیح بخاری) میں، عنبسہ بن سعید کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت گذر چکی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں اس کے فتح ہونے کے بعد پہنچا اور میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میرا حصہ نکالئے۔“

اور شیخ عبد المنعم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ”جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو ہمیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کے معرکہ میں مصروف ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ تشریف لے آئیں۔ ہم

---

1 محمد ابن سعد، الطبقات الكبرٰى: ٤/ ٣٢٧-٣٢٨، دار صادر، بيروت ١٩٥٧ء

2 فتح الباري: ٧/ ٤٧٣

نے سوچا کہ انتظار کی بجائے وہاں خدمت میں حاضری کیوں نہ دیں، چنانچہ فتح خیبر سے ایک یا دو دن قبل میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وہ وقت تھا کہ خیبر میں نطاۃ کا قلعہ فتح ہوا تھا، اور الکتیبۃ نامی قلعہ کا محاصرہ جاری تھا۔ یوں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں خیبر فتح ہوا۔[1]

جبکہ صحیح بخاری کی درج ذیل روایت سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے کہ جنگ جاری تھی۔ امام زہری رحمہ اللہ سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا:

شَهِدْنَا خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الإِسْلاَمَ: «هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ» . فَلَمَّا حَضَرَ القِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ القِتَالِ، حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ الجِرَاحَةُ، فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الجِرَاحَةِ، فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ... الخ[2]

"ہم خیبر میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسلام کے دعویداروں میں سے ایک آدمی کے متعلق فرمایا: "یہ آگ والوں میں سے ہے۔" (یعنی دوزخی ہے)۔ جب لڑائی کا موقع آیا، اُس آدمی نے سخت لڑائی کی یہاں تک کہ اُسے بہت زخم آگئے۔ ہو سکتا تھا کہ بعض لوگ (آپ ﷺ کی بات پر) شک کرنے لگ جاتے۔ اس شخص نے زخموں کی تکلیف برداشت نہ کرتے ہوئے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ جھکایا، اس سے ایک تیر نکال کر اس کے ساتھ خود کو ذبح کر دیا...الخ"

غزوۂ خیبر کا زمانہ

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ غزوۂ خیبر محرم ۰۷ھ میں ہوا۔ یہی جمہور کا مسلک ہے اور ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا: "إنما كَانَتْ في السادسة" کہ یہ ۰۶ھ میں ہوا ہے۔[3] لیکن ابن حزم رحمہ اللہ کے اپنے الفاظ سے ۰۶ھ نہیں بلکہ ۰۷ھ ہی ثابت ہو رہا ہے۔ ابن حزم رحمہ اللہ غزوۂ حدیبیہ کے تحت لکھتے ہیں:

---

1 عبد المنعم الصالح العلي العزى، دفاع عن أبي هريرة، ص:٢٦، دار القلم، بيروت، ١٩٨١ء، بحواله شرح معاني الآثار:١/ ١٠٩

2 صحيح البخارى ، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، حديث:٤٢٠٤

3 ابن قيم الجوزية، زادالمعاد:٣/ ٣١٦

وَخَرَجَ فی السنة السادسة فی ذي القعدة مُعْتَمِرًا.[1]

"رسول اللہ ﷺ ذوالقعدہ ۰۶ھ میں عمرہ کے لئے نکلے۔"

اور آپ غزوۂ خیبر کے تحت لکھتے ہیں:

فأقام رسول الله ﷺ بالمدينة مرجِعَه، من الحديبية ذو الحجة وبعض المحرم ثم خرج فی بقية من المحرم غازيًا إلى خيبر.[2]

"رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپسی پر ذوالحجہ (۰۶ھ) اور کچھ محرم (۰۷ھ) مدینہ میں ٹھہرے۔ پھر باقی محرم (۰۷ھ) میں خیبر کی طرف جنگ کرنے کے لئے نکلے۔"

خیبر کے معرکوں کی تفصیلات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی واپسی یا تو صفر (۷ھ) کے اخیر میں ہوئی یا پھر ربیع الاوّل کے مہینے میں۔[3]

ہمہ وقت حاضری کا اعزاز

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح خیبر ۷ھ سے لے کر وفات نبوی تک، سوائے رات کی چند گھڑیوں کے ہمہ وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ ابو ھریرہؓ کی صحبتِ نبوی ضرب المثل تھی۔ حمید بن عبد الرحمٰن حمیری بیان کرتے ہیں: لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النبی ﷺ كَمَا صَحِبَه، أبوهريرة[4]

کہ "میں ایسے شخص سے ملا جس نے نبی اکرم ﷺ کی ایسے صحبت اختیار کی، جیسے آپ ﷺ کی صحبت ابو ہریرہ نے اختیار کی۔"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے کہ

"میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ۷ھ میں آیا اور آپ خیبر میں تھے، اور میری عمر اس وقت تیس سال سے زائد تھی۔ میں نے آپ ﷺ کی وفات تک آپ کے ساتھ اقامت اختیار کی۔ میں آپ کے ساتھ آپ کی ازواج (مطہرات) کے گھروں میں گھومتا پھرتا اور آپ کی خدمت بجالاتا، حالانکہ اللہ کی قسم میں ان دنوں تنگ دست تھا۔ میں آپ کے پیچھے نمازیں پڑھتا اور آپ کی معیت میں جہاد کرتا رہا۔

---

۱ ابن حزم، علي بن احمد، جوامع السيرة: ص۲۰۷، ادارة احياء السنة، گوجرانوالہ

۲ ایضًا: ص۲۱۱

۳ الرحيق المختوم: ص۵۱٤

۴ سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة، باب في البول في المستحم:۲۸، دار السلام، الرياض، ۱۹۹۹ء

میں نے آپ کی معیت میں حج کیا۔ اللہ کی قسم! میں آپ کی احادیث تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ اللہ کی قسم! بہت سے قریش اور انصار نے صحابیت اور ہجرت میں مجھ پر سبقت حاصل کی تھی اور وہ میرے آپ ﷺ کے ساتھ لازم رہنے کو جانتے تھے اور وہ آپ ﷺ کی حدیث بارے مجھ سے سوالات کیا کرتے تھے۔ ان (سوالات کرنے والوں) میں عمر، عثمان، علی اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ اللہ کی قسم! مدینہ میں آپ ﷺ کی جو بھی حدیث تھی، وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں تھی۔ جو بھی شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا تھا اور جس کسی کو آپ ﷺ کے ہاں مرتبہ حاصل تھا، اور جس کسی کو آپ ﷺ کی صحبت حاصل تھی، یہ سب کچھ مجھ پر عیاں تھا۔''[1]

ابو نسر بن ابو عامر کا بیان ہے کہ

''میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا: اے ابو عبد اللہ! ہم نہیں جانتے کہ یہ یمنی (ابو ہریرہ) رسول اللہ ﷺ کے بارے تم سے زیادہ جانتا ہے، یا یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی باتیں منسوب کر رہا ہے جو اس نے آپ سے نہ سنی ہوں، یا جو آپ ﷺ نے نہ کہا ہو؟ تو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے وہ کچھ سن رکھا ہے جو ہم نے نہیں سنا اور یہ وہ کچھ جانتا ہے جو ہم نہیں جانتے۔ ہم تو غنی لوگ تھے، ہمارے گھر بار اور اہل و عیال تھے، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس صبح و شام آیا کرتے پھر لوٹ جایا کرتے تھے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تو مسکین تھے، نہ آپ کے پاس مال و متاع تھا، نہ اہل وعیال۔ اس کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ ہوتا اور یہ آپ ﷺ کے ساتھ گھومتا پھرتا جہاں آپ ﷺ گھومتے پھرتے تھے۔ اس لئے ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ اس نے آپ ﷺ سے وہ کچھ معلوم کر لیا جو ہم معلوم نہ کر سکے۔ اور اس نے وہ کچھ سن لیا جو ہم نہ سن سکے تھے۔''[2]

کل مدت معیتِ رسول ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صفر ۷ھ میں خیبر پہنچے اور نبی مکرم ﷺ ربیع الاول ۱۱ھ میں فوت ہوئے۔ یہ مدت چار

۱ اسماعیل بن عمر بن کثیر، البدایة والنهایة:۸/ ۱۰۸، مکتبة قدوسیة، لاهور، ۱۹۸٤ء

۲ ایضاً

سال سے کچھ زائد بنتی ہے۔[1] اس کی وضاحت حمید بن عبد الرحمٰن حمیری نے اپنے اس قول میں کی ہے:

لَقِيتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ كَمَا صَحِبَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْبَعَ سِنِينَ.[2]

''میں اس شخص سے ملا ہوں جس نے نبی ﷺ کی ایسے صحبت اختیار کی جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے چار سال آپ ﷺ کی صحبت اختیار کی تھی۔''

لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود وضاحت فرماتے ہیں:

صحبتُ رسول الله ﷺ ثلاث سنين.[3]

''میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں تین سال رہا۔''

عبد المنعم صالح تین اور چار سال کی مدتِ صحبت کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''گویا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس مدت کو مد نظر رکھا ہے، جس میں آپ غزوۂ خیبر سے واپسی کے بعد نبی ﷺ کے ساتھ شدت کے ساتھ لازم رہے۔ یا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُن اوقات کا اعتبار نہیں کیا جن میں نبی ﷺ اپنے حج وعمرہ اور غزوات میں مصروفِ سفر رہے۔ کیوں کہ ان اوقات میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ اس طرح لازم نہ رہ سکے جس طرح مدینہ میں آپ کے ساتھ لازم رہتے تھے۔ یا وہ مدت مراد ہے جس میں ابوہریرہ شدتِ حرص کی صفت کے ساتھ مقید رہے اور جو وقت مذکورہ مدت کے علاوہ ہے، اس میں مذکورہ بالا حرص واقع نہ ہوئی تھی یا واقع تو ہوئی تھی لیکن اُس میں آپ کی حرص قوی تر نہ تھی۔''[4]

کفش برادری کا اعزاز

ایک طویل حدیث میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے اُٹھ کر چلے گئے اور دیر تک واپس نہ آئے تو ہمیں گھبراہٹ ہوئی، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللهِ ﷺ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَار (سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ انصار کے ایک باغ میں آیا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

---

١ دفاع عن أبي هريرة، عبد المنعم صالح العلي العزي: ص ٢٦

٢ سنن النسائي، كتاب الطهارة، باب ذكر النهي عن الإغتسال بفضل الجنب، حديث ٢٣٨

٣ صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، حديث ٣٥٩١

٤ دفاع عن أبي هريرة: ص ٢٦

أَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، قَالَ: «اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ».[1]

''آپ نے مجھے اپنے نَعلین دیے اور فرمایا: ابوہریرہ!'' میرے یہ دونوں جوتے لے جاؤ اور اس باغ کے پیچھے جس ایسے شخص کو تم ملو جو دل کے یقین کیساتھ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہو، اسے جنت کی بشارت سنا دو۔''

خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خدمتِ رسول کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے، حتیٰ کہ آپؐ جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوٹا اور ڈھیلے وغیرہ لے کر آپ کے پاس حاضر ہوتے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً لِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا، فَقَالَ: «مَنْ هَذَا؟» فَقَالَ: أَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: «ابْغِنِي أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا، وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ» .... الخ[2]

''وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی اور آپ کی حاجت کے لیے لوٹا اُٹھا کر آپ کے ساتھ ساتھ ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوٹا اُٹھائے آپ کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ابو ہریرہ ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے لیے چند پتھر تلاش کر کے لاؤ! تاکہ میں طہارت حاصل کر لوں اور میرے پاس ہڈی اور لید نہ لانا۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ اور کثرتِ روایت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پختہ حافظہ کے مالک تھے۔ آپ جو کچھ روایت کرتے تھے، آپ کو خوب یاد ہوتا تھا۔ آپ اپنی مرویات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ میں دو ایسی صفتیں مجتمع تھیں جو ایک دوسری کی تکمیل کا باعث بنیں۔ پہلی صفت: وسعتِ علم اور مرویات کی کثرت تھی اور دوسری صفت: قوتِ حافظہ اور حسن ضبط تھی۔ یہ آخری چیز ہوتی ہے جس کی تمنا و آرزو اہل علم کیا کرتے ہیں۔[3]

---

١ صحيح مسلم، كتاب الايمان. باب الدليل على أن من مات على التوحيد، حديث: ١٤٧

٢ صحيح البخاري ، كتاب مناقب الأنصار. باب ذكر الجن: حديث ٣٨٦٠

٣ محمد عجاج الخطيب، السنة قبل التدوين: ص٤٢٧، دار الفكر، بيروت١٩٨١ء

① امام بخاریؒ اپنی صحیح میں یہ روایت لائے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: "إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَوْلاَ آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا، ثُمَّ يَتْلُو ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى ﴾ [البقرة: ١٥٩] إِلَى قَوْلِهِ ﴿ الرَّحِيمُ ﴾ [البقرة:١٦٠] إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ العَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِشِبَعِ بَطْنِهِ، وَيَحْضُرُ مَا لاَ يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لاَ يَحْفَظُونَ "[1]

”ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں روایت کرتا ہے۔ اگر اللہ کی کتاب میں یہ دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں کوئی حدیث روایت نہ کرتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ (درج ذیل دو آیتیں) پڑھتے: ”جو لوگ ہماری نازل کی ہوئی روشن تعلیمات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں، دراں حالیکہ انہیں سب انسانوں کی راہنمائی کے لئے اپنی کتاب میں بیان کر چکے ہیں، یقین جانو کہ اللہ بھی اُن پر لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے بھی اُن پر لعنت بھیجتے ہیں۔ البتہ جو اس روش سے باز آجائیں اور اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرلیں اور جو کچھ چھپاتے تھے، اسے بیان کرنے لگیں، ان کو میں معاف کر دوں گا اور میں بڑا درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔

بلاشبہ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بازاروں میں خرید و فروخت مشغول رکھتی تھی، اور ہمارے انصار بھائیوں کو اپنے مالوں کی عمل داری مصروف رکھتی تھی اور ابوہریرہ اپنے پیٹ بھر کھانے پر رسول اللہ ﷺ سے چمٹا رہتا تھا، اور وہ (آپ کے مختلف احوال میں) وہاں حاضر رہتا، جہاں وہ حاضر نہیں ہوتے تھے اور وہ (ایسی حدیثیں) یاد کرلیتا جو وہ یاد نہیں کرپاتے تھے۔“

② حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے التاریخ میں اور امام حاکم نے المستدرك میں ابوہریرہ کی حدیث کا طلحہ بن عبید اللہ کی حدیث سے شاہد روایت کیا ہے، اور اس کے الفاظ ہیں:

لَا أَشُكُّ أنه سمع من رسول الله ما لا نسمع، وذلك أنه كان مسكينًا لا شَيء له، ضَيْفًا لرسول الله ﷺ وأخرج البخاري فى التاريخ والبيهقي فى المدخل من

---

1 صحيح البخاري، كتاب العلم، باب حفظ العلم: حديث ١١٨

حديث محمد بن عمارة بن حزم أنه قعد في مجلس فيه مشيخة من الصحابة بضعة عشر رجلًا فَجَعَلَ أبوهريرة يحدثهم عن رسول الله ﷺ بالحديث فلا يعرفه بعضهم، فيراجعون فيه حتى يعرفوه، ثم يحدثهم بالحديث كذلك حتى فعل مرارًا، فعرفتُ يومئذ أن أباهريرة أحفظ الناس.[1]

''طلحہ بن عبید اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے وہ کچھ سنا جو ہم نہیں سنتے تھے۔ یہ اس لئے کہ آپ مسکین تھے، آپ کے پاس کچھ نہیں تھا۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے مہمان تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے التاریخ میں اور امام بیہقی نے المدخل میں محمد بن عمارہ بن حزم کی یہ حدیث تخریج کی ہے کہ وہ ایک ایسی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں دس سے کچھ زائد بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے، تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں سنانے لگے تو ان صحابہ میں سے کئی صحابہ ان حدیثوں سے متعارف نہیں تھے۔ وہ (صحابہ) ان حدیثوں کی مراجعت کرتے حتی کہ وہ ان حدیثوں سے متعارف ہو جاتے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پھر انہیں اسی طرح حدیث سناتے، یہاں تک کہ آپ کئی دفعہ ایسا کرتے۔ اس دن مجھے معلوم ہوا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یقیناً تمام لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ حافظہ کے مالک ہیں۔''

③ مکحول تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات لوگوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبوں میں سے ایک قبہ میں اکٹھے ہونے کا وقت مقرر کیا۔ وہاں جمع ہو گئے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر انہیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔[2]

④ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا:

اَكْثَرْتَ يَا أباهريرة عن رسول الله ﷺ، قال: إِيْ والله يا أمّاه، ما كانت تشغلني عنه المِرأة ولا المكحلة ولا الدهن. قالت لعلّه.[3]

''اے ابوہریرہ! آپ رسول اللہ ﷺ سے بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا: اللہ کی قسم! اماں جی! مجھے آئینہ، سرمہ دانی اور تیل حدیث سے روکے نہیں رکھتے تھے۔ اماں جی نے فرمایا: شاید یہی

---

1 فتح الباري: ١/ ٢١٤

2 فتح الباري: ٢/ ٦٠٤

3 سير أعلام النبلاء: ٢/ ٥٩٩

وجہ ہو۔"

⑤ الإصابة میں اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: "إِنَّكَ لتحدث بشيء ما سمعتُه" آپ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہیں جو میں نے نہیں سنیں۔ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "اماں جی! آپ کو اس سے سرمہ دانی اور آئینہ نے روک رکھا تھا، جبکہ مجھے اس سے روکنے والی کوئی چیز نہیں تھی۔"[1]

⑥ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"ابوہریرہ رحمہ اللہ اپنے زمانے کے رُواۃِ حدیث میں سب سے زیادہ حافظہ رکھنے والے تھے۔"[2]

⑦ مروان کے سیکرٹری ابوزُعَیزعہ کا بیان ہے کہ

"ایک دفعہ مروان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں بلایا اور مجھے اپنے پلنگ کے پیچھے بٹھا دیا۔ اور مروان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوالات کرتے رہے اور میں لکھتا رہا، اور سال کے آخر پر پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور مجھے پردے کے پیچھے بٹھا دیا۔ مروان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس لکھے ہوئے کے بارے میں پوچھتے جاتے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بغیر کمی بیشی اور بغیر کسی تقدیم و تاخیر کے بیان کرتے جاتے۔ میں نے کہا: حافظہ تو ایسا ہونا چاہیے۔"[3]

⑧ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنتا ہوں، بھول جاتا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ! ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے چادر بچھا دی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چلّو بھرا، پھر فرمایا: اسے (سینے سے) لگا لو۔" "میں نے اسے (سینے سے) لگا لیا، تو اس کے بعد مجھے کچھ نہیں بھولا۔"[4]

⑨ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنا کپڑا پھیلائے رکھے، یہاں تک کہ میں اپنی یہ بات پوری کر لوں، پھر وہ اس کپڑے کو اکٹھا کر کے اپنے (سینے) سے لگا لے، تو اسے میری بیان کی ہوئی حدیث یاد ہو جائے گی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

---

١ الإصابة في تمييز الصحابة: ٤/ ٢٠٨

٢ سير أعلام النبلاء: ٢/ ٥٩٨

٣ سير أعلام النبلاء: ٢/ ٥٩٩

٤ صحيح البخاري، كتاب العلم، باب حفظ العلم: حديث ١١٩

"میں نے اپنے اوپر لی ہوئی چادر پھیلا دی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات پوری کر لی، تو میں نے اسے اکٹھا کر کے اپنے سینے سے لگا لیا۔ مجھے آپ کی اس حدیث سے کچھ نہیں بھولا۔"[1]

⑩ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ بلا شبہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بہت حدیثیں روایت کرتے ہیں، تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

أعيذك بالله أن تكون في شك مما يجيء به ولكنه اجترأ وجبُنّا.[2]

"میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں شک کرے، لیکن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جرأت سے کام کیا اور ہم بزدل نکلے۔"

⑪ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ عُمَرَ، مَرَّ بِحَسَّانَ وَهُوَ يُنْشِدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَحَظَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أُنْشِدُ، وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللهَ أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَجِبْ عَنِّي، اللهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ» ؟ قَالَ: اللهُمَّ نَعَمْ.[3]

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (بن خطاب)، حسان بن ثابت کے پاس سے گزرے اور حسان مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے، تو عمر رضی اللہ عنہ نے گوشۂ چشم سے ان کی طرف دیکھا، تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب اس مسجد میں آپ سے بہتر شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) ہوتے تھے میں شعر پڑھا کرتا تھا۔ پھر حسان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا؟ اے حسان! "میری طرف سے جواب دیجئے! اے اللہ روح القدس کے ذریعے اس کی مدد فرما!" تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔"

⑫ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بتایا کہ اس نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہی دینے کے لیے کہہ رہے تھے:

أَنْشُدُكَ اللهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ، يَقُولُ: «يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ،

---

1. صحيح البخاري، كتاب البيوع، حديث ٢٠٤٧
2. الحاكم، أبو عبد الله النيشابوري، المستدرك على الصحيحين: ٣/ ٥١٠، مكتبة المطبوعات الإسلامية، حلب، شام
3. صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت: حديث ٦٣٨٤

اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ» قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. [1]

''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا آپ نے نبی ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''اے حسان تم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دو، اے اللہ حسان کی روح القدس کے ذریعے مدد فرما۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔''

(۱۳) ابو زرعہ رحمہ اللہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ، فَقَامَ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ، مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الوَشْمِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَا سَمِعْتُ، قَالَ: مَا سَمِعْتَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لاَ تَشِمْنَ وَلاَ تَسْتَوْشِمْنَ» [2]

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس Tatto (جلد پر انمٹ نقوش) گودنے والی عورت لائی گئی، تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، کسی نے جلد پر انمٹ نقوش گودنے کے بارے میں نبی ﷺ سے سنا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اُٹھ کر کہا: اے امیر المومنین! میں نے سنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے کیا سنا ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''عورتیں اپنی جلد پر انمٹ نقوش نہ خود گودیں اور نہ اوروں سے گدوائیں۔''

(۱۴) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سعید بن مسیب اور عطا بن یزید لیثی نے ایک طویل حدیث روایت کی، اس حدیث کے آخر میں ہے:

«قَالَ اللهُ تَعَالَى: لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ" قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الخُدْرِيُّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: " قَالَ اللهُ: لَكَ ذَلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ» [3]

''اللہ تعالیٰ (آخری جنتی سے) فرمائیں گے: تیرے لیے یہ ہے اور اسی جیسا اور ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے (یوں) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تیرے لیے یہ اور اس سے دس گنا اور ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے «لك ذلك ومثله معه» یاد کیا ہے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو «ذلك وعشرة أمثاله»

---

۱ ایضًا

۲ صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب المستوشمة: حديث ٥٩٤٦

۳ صحيح البخاري، كتاب الاذان، باب فضل السجود: حديث ٨٠٦

کہتے ہوئے سنا ہے۔"

⑮ اس حدیث کے راوی عطا بن یزید دوسرے مقام پر ابوہریرہؓ کے حافظہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَأَبُو سَعِيدِ الخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لاَ يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيثِهِ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ: «هَذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ» ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «هَذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ» ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: حَفِظْتُ «مِثْلُهُ مَعَهُ». [1]

"اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے قول «هذا لك ومثله معه» تک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کوئی تغیر نہیں کیا۔ ابوسعید نے (صرف یہ) کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو «هٰذا لك وعشرة أمثاله» کہتے ہوئے سنا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے «ومثله معه» حفظ کیا ہوا ہے۔"

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظہ پر اعتماد

ابوشعثاء فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ پہنچا، تو دیکھا کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (کے واسطہ) سے حدیث روایت کر رہے ہیں، تو میں نے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ہاں مقام ومرتبہ رکھتے ہیں اور آپ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں! تو ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لأن أحدث عن أبي هريرة أحبُّ إليّ من أن أُحدّث عن النبي ﷺ. [2]

"مجھے نبی ﷺ سے (بلاواسطہ) حدیث روایت کرنے کی نسبت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (کے واسطہ) سے حدیث روایت کرنا زیادہ محبوب ہے۔"

یعنی ابوایوب رضی اللہ عنہ خطا کے خوف سے نبی ﷺ سے بلاواسطہ حدیث روایت کرنے سے گھبراتے تھے۔

(جاری ہے)

١ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب الصراط جسر جهنم: حديث ٦٥٧٤

٢ المستدرك على الصحيحين: ٣/ ٥١٢

چینی صوبے سنکیانگ میں مسلمانوں کے حالات

عالمی ذرائع ابلاغ کی روشنی میں

ثمرہ شفیق، ایمن جاوید
پنجاب یونیورسٹی

سنکیانگ

سنکیانگ یاشنجیانگ (انگریزی:Xinjiang، چینی:新疆، ایغور: شینجاڭ) عوامی جمہوریہ چین کا ایک خود مختار علاقہ ہے۔ یہ ایک وسیع علاقہ ہے تاہم اس کی آبادی بہت کم ہے۔ سنکیانگ کی سرحدیں جنوب میں تبت، جنوب مشرق میں چنگھائی اور گانسو کے صوبوں، مشرق میں منگولیا، شمال میں روس اور مغرب میں قازقستان، کرغزستان، تاجکستان، افغانستان اور پاکستان اور مقبوضہ کشمیر سے ملتی ہیں۔ اکسائی چن کا علاقہ بھی سنکیانگ میں شامل ہے جسے بھارت جموں و کشمیر کا حصہ سمجھتا ہے۔ مانچو زبان میں سنکیانگ کا مطلب 'نیا صوبہ' ہے، یہ نام اسے چنگ دور میں دیا گیا۔ یہاں ترکی النسل باشندوں کی اکثریت ہے جو 'ایغور' کہلاتے ہیں۔ یہ تقریباً تمام مسلمان ہیں۔ یہ علاقہ چینی ترکستان یا مشرقی ترکستان بھی کہلاتا ہے۔ صوبے کا دارالحکومت اردمچی ہے، جبکہ کاشغر سب سے بڑا شہر ہے۔ کاشغر بذریعہ شاہراہ قراقرم و درہ خنجراب پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد سے منسلک ہے اور درہ تورگرت اور ارکشتام سے کرغزستان سے ملا ہوا ہے۔[1]

سنکیانگ کی تاریخ

آج سے تقریباً ۱۴سو سال قبل ۲۹ ہجری میں چین میں اسلام کا پیغام اُس وقت پہنچا جب تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کا پیغام پہنچانے کی غرض سے ایک وفد چین ارسال کیا تھا۔ اس کے بعد بھی وفود بھیجنے کا سلسلہ جاری رہا۔ نیز اس دوران مسلمانوں نے تجارت کی غرض سے بھی چین کے سفر کیے۔ اس طرح چین کے بعض علاقوں میں لوگوں نے ابتدائے اسلام سے ہی دین اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا تھا۔ مشرقی ترکستان (سنکیانگ) جس پر چین نے آج تک قبضہ کر رکھا ہے، کو اموی خلیفہ ولید بن مالکؒ کے دور میں قتیبہ بن مسلم الباہلیؒ نے ۹۳، ۹۴ھ میں فتح کیا تھا۔ ترکستان کے معنیٰ ترکوں کی سرزمین کے ہیں۔ تاریخی اعتبار سے ترکستان کو مغربی و مشرقی ترکستان میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مغربی ترکستان پر سوویت یونین (روس) نے

1 https://ur.wikipedia.org/wiki/سنکیانگ,21/12/2019,11:06 pm

قبضہ کرلیا تھا، جو ۱۹۹۱ء میں آزاد کر دیا گیا جبکہ مشرقی ترکستان ابھی تک چین کے قبضہ میں ہے۔ اس علاقہ پر ۱۸ویں صدی کے وسط میں چنگ سلطنت نے قبضہ کرلیا تھا اور "سنکیانگ" یعنی نئے صوبہ کا نام دیا تھا۔ اس علاقہ میں آباد ایغور ترک کی آبادی بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے، حالانکہ ۱۹۴۸ء میں ان کی آبادی خطے کا ۹۸ فیصد تھی۔ یہ چین کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس کی آبادی تقریباً ۳ کروڑ ہے۔ اس علاقہ میں پٹرول، کوئلے اور یورینیم کے ذخائر ہونے کی وجہ سے چین کی اقتصادی اور عسکری حالت کافی حد تک اس علاقہ پر منحصر ہے۔

مشرقی ترکستان (جو اس وقت چین کے قبضہ میں ہے) میں طویل عرصہ تک مسلمانوں کی حکومت رہنے کی وجہ سے اس علاقہ کی بڑی تعداد مسلمان ہے لیکن ۱۶۴۴ء میں مانچو خاندان کے قبضہ کے بعد سے مسلمانوں کے حالات خراب ہو گئے۔ ۱۶۴۸ء میں پہلی مرتبہ اس علاقہ کے باشندوں نے مذہبی آزادی کا مطالبہ کیا جو قانونی طور پر اُن کا حق تھا، جس کی بنا پر ہزاروں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ ۱۷۶۰ء میں چین نے مشرقی ترکستان پر قبضہ کر کے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا۔ متعدد مرتبہ مسلمانوں نے یہ علاقہ حاصل کیا، ۱۸۷۵ء میں چین کے ظالموں نے بڑی تعداد میں مسلمانوں کو قتل کر کے پھر قبضہ کر لیا۔ ۱۹۳۱ء میں مسلم خواتین پر مظالم کی وجہ سے ایک بار پھر چین کی حکومت کے خلاف مسلمانوں نے حق کی آواز بلند کی جو آہستہ آہستہ پورے علاقہ میں پھیل گئی، اور ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء کو اس علاقہ کو مسلمانوں نے حاصل کر لیا۔ لیکن چین نے روس کی مدد سے ۱۵ اگست ۱۹۳۷ء کو ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر کے اس علاقہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ ۱۹۴۴ء میں اس علاقہ کی آزادی کے لیے ایک بار پھر آواز بلند کی گئی مگر چین نے روس کے تعاون سے اس تحریک کو کچل دیا۔ ۱۹۴۶ء میں "مسعود صبری" کی سرپرستی میں جزوی آزادی دی گئی مگر ۱۹۴۹ء میں اس علاقہ پر چین نے مسلمانوں سے لمبی جنگ کے بعد پھر قبضہ کر لیا۔ بعض علاقوں میں مسلسل ۲۰ روز تک جنگ چلی۔ ۱۹۴۹ء میں چین پر کمیونسٹ پارٹی کے اقتدار میں آنے کے بعد سے چین خاص کر مشرقی ترکستان میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ۱۹۶۶ء میں جب مسلمانوں نے کاشغر شہر میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کی کوشش کی تو چین کی فوج نے گولیاں برسا کر ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔[1]

سنکیانگ میں مسلمانوں کے حالات

سنکیانگ کی نسلی آبادی ایغور ہیں جو ۴۵.۸۴٪ آبادی ہیں۔ اور یہاں تشکیل دی جانے والی آبادیوں میں ۴۰.۴۸٪ ہان، ۶.۵۰٪ قازق، ۴.۵۱٪ حوئی اور ۲.۶۷٪ دیگر آبادیاں[2] ہیں۔

---

1 https://www.urdunews.com/node/روشنی/چین-میں-مظلوم-مسلمانوں-کے-حالات, 21/12/2019,4:30 am

2 https://ur.wikipedia.org/wiki/سنکیانگ , 21/12/2019,3:06 pm

سنکیانگ ایغور خود مختار علاقے بنیادی طور پر مسئلہ سنکیانگ اور چینی مرکزی حکومت کے ساتھ ان کے تصادم کی وجہ سے چین کے لیے ایک حساس علاقہ ہے۔ ایغور علیحدگی پسندوں کے مطابق ۱۹۴۹ء میں ثانی مشرقی ترکستان جمہوریہ کو غیر قانونی طور طریقوں سے عوامی جمہوریہ چین میں ملایا گیا تھا۔[1] ۱۹۴۹ء میں چین پر کمیونسٹ پارٹی کے اقتدار میں آنے کے بعد سے چین خاص کر مشرقی ترکستان میں مسلمانوں کی مذہبی آزادی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ان کے دینی اداروں کو بند کر دیا گیا۔ مساجد فوج کی رہائش گاہ بنا دی گئیں۔ ان کی علاقائی زبان کو ختم کر کے چینی زبان اُن پر تھوپ دی گئی۔ شادی وغیرہ سے متعلق تمام مذہبی رسومات پر پابندی عائد کر دی گئی۔ کمیونسٹوں کا ایک ہی ہدف رہا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات کو بند کیا جائے حالانکہ قرآن کریم انسانوں کی ہدایت کے لیے ہی نازل کیا گیا ہے۔ چین کے مسلسل مظالم کے باوجود اس علاقہ کے مسلمان اپنی حد تک اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں جب مسلمانوں نے کاشغر شہر میں عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے کی کوشش کی تو چین کی فوج نے اعتراض کیا اور گولیاں برسا کر ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا جس کے بعد پورے صوبہ میں انقلاب برپا ہوا اور چین کی فوج نے حسب روایت مسلمانوں کا قتل عام کیا، جس میں تقریباً ۷۵ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

غرضیکہ چین نے مسلمانوں کی کثیر آبادی والے علاقہ "مشرقی ترکستان" پر ناجائز قبضہ کر کے پٹرول، کوئلے اور یورینیم کے ذخائر کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے اور وقتاً فوقتاً وہاں کے مسلمانوں پر مظالم بھی ڈھاتا رہتا ہے۔ مسلمانوں کی اجتماعیت کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔ لاکھوں افراد کو اب تک قتل کیا جا چکا ہے۔[2] اور سنکیانگ میں مسلمانوں کی صورت حال کا ذیل میں جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

مسلمانوں سے قرآن کا ضبط کرنا

قازقستان کی سرحد کے قریب آلٹے کے علاقے سے ایک شخص نے بتایا کہ دیہات، ضلع اور کاؤنٹی سطح پر تمام قرآن ضبط کیے جا رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اس علاقے میں تقریباً ہر گھر میں قرآن اور جائے نماز ہے۔ ادھر ورلڈ ایغور کانگریس کے ترجمان دلشت راشت کا کہنا ہے کہ اسی طرح کی اطلاعات کاشغر، ہوتان اور دیگر علاقوں سے گذشتہ ایک ہفتے سے مل رہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ انھیں نوٹیفکیشن موصول ہوا ہے کہ ہر ایغور کو اسلام سے متعلق تمام اشیا جمع کروانی ہوں گی۔ پولیس یہ اعلانات سوشل میڈیا پلیٹ فورم 'وی چیٹ' پر کر رہی ہے۔ بعض علاقوں میں حکام نے مقامی مساجد اور محلوں میں اعلان کروایا ہے کہ رہائشی فوری طور پر ان

1 https://ur.wikipedia.org/wiki/مسئلہ_سنکیانگ,22/12/2019,12;58 am

2 https://www.urdunews.com/node/روشنی/چین-میں-مظلوم-مسلمانوں-کے-حالات, 21/12/2019,6:30pm

احکامات پر عمل کریں ورنہ انھیں سخت سزا دی جائے گی۔

اس سال کے آغاز میں سنکیانگ میں حکام نے پانچ سال سے زیادہ عرصہ پہلے چھپنے والے تمام قرآن یہ کہہ کر ضبط کر لیے تھے کہ 'ان میں شدت پسند مواد' ہو سکتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مہم 'تھری الیگل اینڈ ون آئٹم' کے تحت غیر قانونی قرار پانے والی اشیا میں مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن سمیت تمام مذہبی کارروائیوں اور ممکنہ دہشت گردی کے آلات جیسے کہ ریموٹ کنٹرول کھلونے، بڑی چھریاں اور آتش گیر مواد پر پابندی لگائی گئی تھی۔[1]

اسلام کی جبری مذمت

① چین میں مسلمان خاندانوں کو توڑا جا رہا ہے۔ ان کے گھروں میں چھاپے مار کر افرادِ خانہ کو علیحدہ حراستی کیمپوں میں رکھا جاتا ہے جہاں ان کو دنیادار بنانے اور سوشل کرنے کے لیے ہر وہ کام کروایا جاتا ہے جو اسلام کے خلاف ہو۔ ناچ گانا کروایا جاتا ہے۔ سنا ہے کہ زبردستی سؤر اور شراب دی جاتی ہے۔[2]

② ان کیمپوں میں کچھ عرصہ پہلے تک زیر حراست رکھے جانے والے کئی افراد نے تصدیق کی ہے کہ انہیں دوران حراست اس امر پر مجبور کیا گیا کہ وہ بطور ایک عقیدے کے اسلام کی مذمت کریں اور چینی کمیونسٹ پارٹی کے ساتھ اپنی غیر مشروط وفاداری کا اظہار کریں۔

آسٹریلیا میں میلبورن کی لاٹروب یونیورسٹی کے چینی حکومت کے ملکی نسلی اقلیتوں سے متعلق پالیسی امور کے ماہر جیمز لا ئبولڈ نے نیوز ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس کو بتایا، ''سنکیانگ میں ایسے حراستی مراکز کے قیام کے کافی عرصے بعد اب جا کر کی جانے والی ان قانونی ترامیم کا مقصد یہ ہے کہ اس چینی صوبے میں ایغور، قزاق اور دیگر مسلم اقلیتی گروپوں کے افراد کے لاکھوں کی تعداد میں زیر حراست رکھے جانے کو جائز قرار دیا جا سکے۔''[3]

③ یونائیٹڈ نیشنز (اقوام متحدہ) کی رپوٹ کے مطابق ان مراکز میں دس لاکھ افراد کو حراست میں رکھا گیا جہاں انھیں جسمانی اور نفسیاتی طور پر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ قیدیوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ چینی صدر شی جن پنگ کے نام پر بیعت کریں۔[4]

---

1 https://www.bbc.com/urdu/regional-41443720 , 19/12/2019,1:09 am

2 https://www.humsub.com.pk/213206/tahira-masood-6/ , 23/12/2019 , 2:23 am

3 https://www.dw.com/ur/-چین-میں-دس-لاکھ-مسلمانوں-کے-حراستی-کیمپوں-کی-حیثیت-اب-قانونی/a-45840041 , 23/12/2019, 6:53am

4 https://mmnews.tv/urdu/ایغور-کون-؟-چین-میں-لاکھوں-زیر-حراست-مسلم/ , 23/12/2019 , 2:53 am

مسلمانوں کے لیے درجنوں ناموں پر پابندی

سنکیانگ (آن لائن)، ریڈیو فری ایشیا کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے درجنوں ناموں پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ ان ممنوعہ ناموں میں اسلام، قرآن، مکہ، محمد، جہاد، امام، صدام، حج اور مدینہ جیسے نام شامل ہیں۔ اس علاقے میں ایغور مسلمانوں اور سیکیورٹی فورسز کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔[1]

سنکیانگ میں روزہ رکھنے پر پابندی

چینی حکومت نے مسلم اکثریتی صوبے سنکیانگ میں حکومتی ملازمین، طالب علموں اور بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کر دیا ہے۔ خبر رساں ادارے اے ایف پی نے چینی حکومت کی ویب سائٹ کے حوالے سے بتایا ہے کہ سنکیانگ میں کچھ ریستورانوں کو کھلا رہنے کے حکم نامے بھی جاری کیے گئے ہیں۔ چین کی کمیونسٹ پارٹی سرکاری طور پر لادین ہے جبکہ اس نے کئی برسوں سے بالخصوص سنکیانگ میں حکومتی ملازمین اور کم عمروں کے روزہ رکھنے پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔

انسانی حقوق کے اداروں کا کہنا ہے کہ سنکیانگ میں ایغور اور دیگر مسلمان اقلیتوں کے خلاف ریاستی سطح پر مذہبی اور ثقافتی پابندیوں کی وجہ سے کشیدگی میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اے ایف پی کے مطابق سنکیانگ میں ماہ رمضان سے قبل ہی متعدد حکومتی دفاتر میں یہ نوٹس جاری کیے گئے کہ ملازمین ماہ رمضان میں روزے نہ رکھیں۔ وسطی سنکیانگ میں واقع شہر کورالا کی سرکاری ویب سائٹ پر درج ایک نوٹس کے مطابق: ''پارٹی ممبرز، حکومتی ملازمین، طالب علم اور بچے ہرگز روزہ نہ رکھیں اور وہ کسی مذہبی سرگرمی کا حصہ بھی نہ بنیں۔'' اسی نوٹس میں یہ بھی لکھا گیا کہ رمضان کے دوران کھانے پینے کے کاروبار بند نہ کیے جائیں۔ اسی ویب سائٹ پر جاری کردہ ایک دیگر نوٹس کے مطابق ایسے افراد کو مذہبی مقامات پر جانے سے بھی روکا جائے۔

اُروچی میں ایجوکیشن بیورو کی ویب سائٹ پر گزشتہ ہفتے جاری کردہ ایک نوٹس میں کہا گیا کہ تمام طالب علم اور استاد نہ تو روزے رکھیں اور نہ ہی اس ماہ کے دوران وہ مسجدوں کا رخ کریں۔ اسی طرح التائی نامی شہر میں بھی بچوں کے روزے رکھنے کو روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔[2]

مسلم آبادی کے قبرستانوں کی مسماری

ایغور کارکنوں کے مطابق چینی حکومت نے اب اس مسلم آبادی کے قبرستانوں کو مسمار کرنے کا سلسلہ بھی

1 http://dunya.com.pk/index.php/dunya-meray-aagay/2017-04-26/1017083#.Xg43jkczaxV , 24/12/2019, 9:44 am

2 https://www.dw.com/ur/چینی-صوبے-سنکیانگ-میں-روزہ-رکھنے-پر-پابندی/a-19309656, , 25/12/2019, 2:12 pm

شروع کر دیا ہے۔ چینی حکومت اُن کی ثقافت کو مٹانے کے ساتھ ساتھ ان کے آباء کی نشانیوں کو ملیامیٹ کرنے کی بھی کوشش میں ہے۔ نیوز ایجنسی اے ایف پی کے مطابق کئی قبروں کو انتہائی لاپرواہی کے ساتھ ختم کیا گیا ہے۔ نیوز ایجنسی کے نمائندے نے تین مختلف مقامات پر منہدم کی گئی قبروں سے باہر پڑی ہوئی انسانی ہڈیاں دیکھی ہیں۔ کئی مزارات کو گرا دیا گیا اور وہاں منقش عمارات کی جگہ اب ملبے کے ڈھیر ہیں۔ مقامی حکومتی انتظامیہ کا موقف ہے کہ شہروں کے پھیلاؤ کے باعث انتہائی قدیمی قبروں کو ختم کیا گیا ہے۔ ایغور آبادی اس حکومتی موقف سے اتفاق نہیں کرتی بلکہ اسے ایغور نسل کے خلاف برسوں سے جاری حکومتی کریک ڈاؤن کا تسلسل قرار دیتی ہے۔[1]

اسلامی شریعت اور مسلمانوں کی مخصوص روایات پر پابندی

چینی حکومت ماضی میں مسلمانوں کے استعمال میں آنے والی حلال مصنوعات کی خرید و فروخت اور خواتین کی طرف سے نقاب اور حجاب کے استعمال پر بھی پابندی لگا چکی ہے۔[2]

مردوں پر لگائی گئی سب سے نمایاں پابندی یہ ہے کہ وہ اپنی داڑھیاں فطری طور پر نہ بڑھائیں۔ خواتین پر نقاب پہننے کی پابندی عائد کی گئی ہے۔ خاص طور پر ریلوے اسٹیشنوں اور ہوائی اڈوں جیسے عوامی مقامات میں برقعہ کرنے والی خواتین کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا ہے اور فوراً پولیس کو مطلع کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ حکام نے ایسے لوگوں کے لیے انعام کا اعلان کر رکھا ہے، جو لمبی داڑھیوں والے نوجوانوں یا ایسی مذہبی روایات کی پاسداری کی اطلاع دیں گے، جس میں انتہاپسندی کا پہلو نکل سکتا ہو۔ اس طرح مخبری کا ایک باقاعدہ نظام تشکیل دیا گیا ہے۔[3] چین میں ایغور مسلمانوں کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ ہو رہا ہے کہ ان سے مذہبی آزادی مکمل طور پر چھینی گئی ہے۔ مسجدوں کی تعمیر پر پابندی، حج اور عمرہ پر جانے پر پابندی، لمبی داڑھی پر پابندی، حجاب پر پابندی یہاں تک کہ روزہ رکھنے والوں پر بھی پابندی کی خبریں سننے کو ملی ہیں۔[4]

مسلمانوں کی مذہبی آزادی پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ان کے دینی اداروں کو بند کر دیا گیا۔ مساجد فوج کی

---

1 https://www.dw.com/ur/چین-میں-ایغور-مسلم-آبادی-کے-قبرستانوں-کی-مسماری-جاری/a-50751096,22/12/2019,11:49 pm

2 https://www.dw.com/ur/چین-میں-دس-لاکھ-مسلمانوں-کے-حراستی-کیمپوں-کی-حیثیت-اب-قانونی/a-45840041 , 24/12/2019, 7z07 pm

3 https://www.dw.com/overlay/media/ur/چین-میں-ایغوروں-کا-ویس-سکیورٹی-اسٹیٹ-میں-تبدیل/٣٨٤٦٥٤٤٢/٤٥٨٤٠٠٤١ , 17/12/2019, 11:03 am

4 https://www.urdusafha.pk/cheen-mein-aegoor-muslmano-ki-ghalat-e-zaar/ , 21/12/1019,11:49 pm

رہائش گاہ بنادی گئیں۔ ان کی علاقائی زبان کو ختم کر کے چینی زبان اُن پر تھوپ دی گئی۔ شادی وغیرہ سے متعلق تمام مذہبی رسومات پر پابندی عائد کردی گئی۔ کمیونسٹوں کا ایک ہی ہدف رہا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات کو بند کیا جائے حالانکہ قرآن کریم انسانوں کی ہدایت کے لیے ہی نازل کیا گیا ہے۔[1]

چینی ایپلی کیشن اپنے موبائل پر ڈاؤن لوڈ کرنا ہر مسلمان پر لازم

حقوق انسانی کے لیے کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیم ہیومین رائٹس واچ کے مطابق چینی حکومت نے سنکیانگ میں بسنے والے ترکی النسل ایغور مسلمانوں کی نگرانی کا نظام کڑا کر دیا ہے۔ ہر ایغور مسلمان پر لازم ہے کہ وہ چینی حکومت کی تیار کردہ ایک ایپلی کیشن اپنے موبائل فون پر ڈاؤن لوڈ کرے۔ اس ایپلی کیشن کے ذریعے چینی ادارے اس امر سے باخبر رہتے ہیں کہ مذکورہ شخص کا کس وقت کیا موڈ تھا، وہ کب جاگا اور کب سویا، اس نے گھر سے نکلنے کے لیے کون سا راستہ اختیار کیا اور کہاں کہاں پر گیا، کس سے ملاقات کی۔ گھر میں رات کو کب لائٹیں بند کی گئیں اور صبح کب لائٹیں کھولی گئیں۔ اس ایپلی کیشن سے اس شخص کی گفتگو بھی ریکارڈ کی جاسکتی ہے۔ یہ سب اس لیے کیا گیا ہے کہ چینی ادارے کسی بھی شخص کے بارے میں جان سکیں کہ وہ صبح جلدی اٹھ کر نماز تو نہیں پڑھتا، کسی مسجد میں تو نہیں جاتا، اپنے دوستوں سے ملاقات کے دوران اس کا موضوع گفتگو کیا ہوتا ہے، کہیں قرآن مجید کی تلاوت تو نہیں کرتا، دن میں روزہ تو نہیں رکھ رہا۔ جس ایغور مسلمان پر ذرا سا بھی شک ہو تو اس کے گھر ایک مبصر بھیج دیا جاتا ہے جو شب وروز اس کے گھر میں رہتا ہے اور اس کی مانیٹرنگ کرتا ہے اور پھر اس شخص کو حراستی مرکز میں بھیج دیا جاتا ہے۔ ۱۲ سے لے کر ۶۵ برس تک کے ہر ایغور مسلم کا پورا ریکارڈ مرتب کیا گیا ہے یعنی ان کا ڈی این اے، فنگر پرنٹ اور قرنیہ کی اسکیننگ، اس سب کا ریکارڈ چینی حکومت کے پاس ہے۔[2]

دس لاکھ باشندے حراستی کیمپوں میں بند

چینی صوبے سنکیانگ کی صوبائی حکومت نے لاکھوں مسلمانوں کے لیے قائم کردہ حراستی کیمپوں کو قانونی حیثیت دے دی ہے۔ وہاں قریب ایک ملین تعیتی مسلمان ایسے حراستی کیمپوں میں بند ہیں، جنہیں 'تربیتی مراکز' کا نام دیا جاتا ہے۔

سنکیانگ میں صوبائی حکومت نے اب ایسی قانون سازی کر دی ہے، جس کے تحت مسلمانوں کو حراستی

---

1 https://www.urdunews.com/node/روشنی/چین-میں-مظلوم-مسلمانوں-کے-حالات، 21/12/2019,4:30 am

2 https://www.jasarat.com/2019/05/04/190504-03-8/ 23/12/2019,10:38 pm

کیمپوں میں رکھنے کو باقاعدہ قانونی حیثیت دے دی ہے۔ چینی حکمرانوں کے مطابق بدھ دس اکتوبر کو کی جانے والی قانونی ترامیم کے تحت ملک میں مذہبی انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے اب ان مسلمانوں کو ایسے 'تعلیمی اور تربیتی مراکز' میں رکھنا ممکن ہو گیا ہے۔ کئی مختلف غیر سرکاری تنظیموں اور انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے اداروں کی رپورٹوں کے مطابق یہ نام نہاد 'ٹریننگ سینٹرز' عملاً ایسے حراستی مراکز ہیں، جہاں گزشتہ ایک سال کے دوران قریب ایک ملین اقلیتی مسلم باشندوں کو منتقل کیا جا چکا ہے۔

یہ قانون سازی جس سرکاری مسودے کی بنیاد پر کی گئی ہے، اس کے مطابق چین کے مختلف صوبوں کی علاقائی حکومتیں ''ایسے پیشہ ورانہ تعلیمی تربیتی مراکز قائم کر سکتی ہیں، جہاں ایسے افراد کی تعلیم کے ذریعے اصلاح کی جا سکے، جو شدت پسندی اور مذہبی انتہاپسندی سے متاثر ہو چکے ہوں۔'' لیکن حقیقت میں ایسے مراکز میں زیر حراست افراد کو بظاہر صرف مینڈیرین (چینی میں بولی جانے والی اکثریتی زبان) اور پیشہ ورانہ ہنر ہی نہیں سکھائے جاتے، بلکہ نئی قانونی ترامیم کے ذریعے یہ بھی ممکن ہو گیا ہے کہ ایسے افراد کو 'نظریاتی تعلیم، نفسیاتی بحالی اور رویوں میں اصلاح' جیسی سہولیات بھی مہیا کی جائیں۔ بیجنگ میں ملکی حکومت اس بات سے انکار کرتی ہے کہ یہ مراکز چینی مسلم اقلیت کے لیے قائم کردہ کوئی حراستی مراکز ہیں۔ تاہم ساتھ ہی حکام نے مختلف مواقع پر یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ بہت چھوٹے چھوٹے جرائم میں ملوث افراد کو بھی ایسے مراکز میں بھیجا گیا ہے۔[1]

سنکیانگ کے ان حراستی کیمپوں سے نکلنے میں کامیاب ہونے والے لوگوں نے میڈیا کو اپنے اوپر ہونے والے مختلف النوع مظالم کی داستانیں سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''حراستی کیمپوں میں چینی حکام ان کو الٹا لٹکائے رکھتے تھے اور ان کو سونے نہیں دیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہماری پٹائی کرتے وقت چینی اہلکاروں کے ہاتھوں میں لکڑی کے موٹے موٹے ڈنڈے اور چمڑے کے سوٹے، مڑے ہوئے تاروں کے کوڑے، جسم میں چبھونے کیلئے سوئیاں اور ناخن کھینچنے کیلئے پلاس ہوتے تھے۔''[2]

خبر رساں ادارے روئٹرز کا کہنا ہے نئے قوانین کے مطابق درج ذیل اقدامات پر پابندی ہوگی:

a. بچوں کو سرکاری سکول میں بھیجنے کی اجازت نہ دینا۔

b. خاندانی منصوبہ بندی پر عمل نہ کرنا۔

c. قانونی دستاویزات کو جان بوجھ کر ضائع کرنا۔

---

1 https://www.dw.com/ur/-چین-میں-دس-لاکھ-مسلمانوں-کے-حراستی-کیمپوں-کی-حیثیت-اب-قانونی/a-45840041 ,16/12/2019,11:56 pm

2 https://www.urdusafha.pk/cheen-mein-aegoor-muslmano-ki-ghalat-e-zaar/,16/12/2019,1:03 am

d. صرف مذہبی طریقے کے مطابق شادی کرنا۔[1]

خواتین کو بانجھ کرنا

کیمپ میں ایک سال سے زیادہ حراست میں رہ کر رہائی پانے والی ایک خاتون گلبہار جلیلوا نے دعویٰ کیا: وہ ہمیں وقتاً فوقتاً ٹیکے لگاتے رہتے تھے۔ ۵۴ سالہ گلبہار نے چینل 'فرانس ۲۴' کو بتایا: 'ہمیں دروازے میں بنے ایک چھوٹے سوراخ سے اپنا بازو باہر نکالنا پڑتا تھا جس پر وہ ٹیکہ لگاتے تھے۔ ان ٹیکوں کے بعد ہمیں ماہواری آنا بند ہو جاتی تھی۔' گلبہار نے اپنا زیادہ تر وقت اُن ۵۰ افراد کے ساتھ گزارا، جنہیں ایسے کمرے میں رکھا گیا تھا جس کی لمبائی محض ۲۰ فٹ اور چوڑائی ۱۰ فٹ تھی۔ انہوں نے مزید کہا: "یہ ایسا تھا کہ جیسے ہم بس کوئی گوشت کا ٹکڑا ہوں۔"

مہری گل ٹرسن اس وقت امریکہ میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ جب وہ ۲۰۱۷ء میں حراستی مرکز میں تھیں تو انہیں نامعلوم ادویات دی جاتی تھیں اور ٹیکے لگائے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا: 'میں ایک ہفتے تک اپنے آپ کو تھکا ہوا محسوس کرتی تھی۔ مجھے کچھ یاد نہیں رہتا تھا اور میں ڈپریشن کا شکار تھی۔' انہوں نے مزید بتایا کہ انہیں دماغی مرض کی تشخیص ہوئی اور پھر چار ماہ بعد رہا کر دیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ امریکہ میں ڈاکٹروں نے انہیں بتایا ہے کہ وہ بانجھ ہو چکی ہیں۔[2]

خواتین کے زبردستی اسقاط حمل اور جنسی تشدد

کچھ خواتین کا کہنا ہے انہیں چین کے مسلم اکثریتی صوبے سنکیانگ میں زبردستی اسقاط حمل کا سامنا کرنا پڑا جبکہ کچھ نے بتایا کہ دوران حراست ان کی مرضی کے خلاف ان کے جسم میں تولیدی عمل روکنے کے لیے آلات نصب کیے گئے۔ ایک خاتون کے مطابق اسے ریپ کا نشانہ بنایا گیا جبکہ کئی اور خواتین نے بتایا وہ جنسی ہراسانی کا شکار رہیں، جس میں نہاتے ہوئے ان کی عکس بندی کرنا اور نازک حصوں پر پسی سرخ مرچوں کا چھڑکے جانا شامل ہے۔

دسمبر ۲۰۱۸ء میں قازق نسل کی ۳۸ سالہ گلریز اگدین کو قازقستان سے واپسی پر سنکیانگ میں حراست میں لے لیا گیا تھا کیونکہ ان کے فون میں وٹس ایپ پایا گیا تھا۔ انہیں اپنے ہی گھر میں نظر بند کر دیا گیا جس کے بعد ڈاکٹرز کے معائنے کے دوران یہ انکشاف ہوا کہ وہ دس ہفتے کی حاملہ ہیں۔ چینی حکام نے مگدین کو بتایا کہ انہیں

1 https://www.bbc.com/urdu/regional-39462012 , 01/01/2010, 12:53 am

2 https://www.independenturdu.com/node/-خواتین/چین-پر-اویغور-مسلمان-خواتین-کو-بانجھ-بنانے-کا-الزام , 18/12/2019, 11:23 am

اپنے چوتھے بچے کو جنم دینے کی اجازت نہیں۔ اس کے اگلے ماہ: میرے ہونے والے بچے کو مجھ سے الگ کیا گیا اور مجھے بے ہوش بھی نہیں کیا گیا۔ وہ اس حوالے سے ابھی تک صحت کے مسائل کا شکار ہیں۔

واشنگٹن پوسٹ نے دو افراد سے اس حوالے سے بات کی جن میں ایک آسٹریلوی شہری الماس نظام الدین بھی شامل ہیں۔ جن کو شبہ ہے کہ ان کی بیوی جو کہ نسلی ایغور ہیں سنکیانگ میں نظر بند ہیں اور ۲۰۱۷ میں انہیں اسقاط حمل پر مجبور کیا گیا تھا۔ چین میں ایک بچہ پالیسی کے تحت اسقاط حمل اور مانع حمل ادویات کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور اکثر ایسا حکام کی جانب سے زبردستی بھی کیا جاتا ہے تاکہ کم آبادی رکھنے کے مقصد کو حاصل کیا جا سکے۔ کچھ اقلیتوں کو اس سلسلے میں استثنیٰ دیا گیا تھا کہ وہ ہان چینیوں کے مقابلے میں زیادہ بچے پیدا کر سکتے ہیں۔ ایسا چینی صدر شی جنگ پنگ حکومت کی جانب سے یکسانیت کی فضا قائم کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

واشنگٹن پوسٹ کے رابطہ کرنے پر ایک اور خاتون نے کیمپوں میں جنسی استحصال کی تصدیق کی۔ اس نے سیر اگل سیوتبے نامی خاتون کے الزامات کو دہرایا۔ سیر اگل ایک قازق خاتون ہیں جو کیمپوں میں ان واقعات کو افشاں کرنے پر چین کو مطلوب ہیں۔ قازقستان کی مدد سے وہ جولائی میں سویڈن منتقل ہو چکی ہیں۔ کئی خواتین کے مطابق انہیں ایک ساتھ کیمروں کی نگرانی میں نہانے اور ٹوائلٹ استعمال کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ گلریزہ اولخان کے مطابق خواتین گارڈز ان کے بال کھینچنے کے لیے چیونگم استعمال کرتی تھیں۔ شادی شدہ خواتین کو ملاقات کے بعد نامعلوم گولیاں کھانے کو دی جاتی تھیں۔ چھوٹی شیشیوں میں پانی کے ساتھ مرچیں بھر کے خواتین کو نہانے سے پہلے دی جاتی تھیں۔ کپڑے اتارنے کے بعد خواتین گارڈز انہیں کہتی تھیں کہ یہ اپنے نازک اعضا پر مل لیں۔ ایک خاتون کے مطابق 'یہ آگ کی طرح جلتا تھا'۔[1]

سی سی ٹی وی کیمروں کی تنصیب

انسدادِ دہشت گردی کی مشقوں کے نام پر ایک ظالمانہ سکیورٹی آپریشن گزشتہ چند مہینوں سے سنکیانگ کے ایغور علاقوں میں تیز تر کر دیا گیا ہے اور اس کا مقصد سکیورٹی سے زیادہ بڑے پیمانے پر نگرانی کرنا ہے۔ کاشغر میں ایک دکاندار نے بتایا: ”ہماری کوئی نجی زندگی نہیں رہ گئی۔ وہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ آپ کیا کرنے والے ہیں“۔[2]

---

1 https://www.independenturdu.com/node/18121/دنیا/ایشیا/چین-پر-اویغور-خواتین-کے-زبردستی-اسقاط-حمل-اور-جنسی-تشدد-کا-الزام, 8/12/2019, 2:46 pm

2 https://www.dw.com/overlay/media/ur/چین-میں-ایغوروں-کا-دیس-سیکورٹی-اسٹیٹ-میں-تبدیل/۳۸۴۶۵۲۴۲/۴۵۸۴۰۰۴۱, 18/12/2019, 11:23 am

بورڈنگ سکولوں کے ذریعے بچوں کی والدین سے علیحدگی

بچوں کو ہوسٹلز میں ماں باپ سے الگ تھلگ رکھ کر ان کو خالص چینی طور طریقے سکھائے جاتے ہیں۔[1] ایک نئی تحقیق میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ چین جان بوجھ کر اپنے مغربی صوبے سنکیانگ کے مسلمان بچوں کو ان کے خاندان، مذہب اور زبان سے الگ کر رہا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب سنکیانگ میں ہزاروں افراد کو 'تربیتی کیمپوں' میں زیر حراست رکھا جا رہا ہے، وہیں وسیع پیمانے پر ایک اور مہم کا آغاز بھی کیا گیا ہے جس میں بورڈنگ سکول تعمیر کیے جا رہے ہیں۔

بی بی سی نے اس سلسلے میں ٹھوس ثبوت اکٹھے کئے ہیں جن کی بنیاد عوامی سطح پر دستیاب دستاویزات پر ہے اور انھیں بیرون ملک مقیم افراد نے اپنی شہادتوں سے مزید سہارا دیا ہے۔ دستاویزات کے مطابق صرف ایک شہر میں ہی ۴۰۰ سے زیادہ بچوں کو اپنے والدین سے الگ کیا گیا ہے۔ ان والدین کو کیمپوں یا جیلوں میں زیرِ حراست رکھا گیا ہے۔

سنکیانگ میں چین کے قانون نافذ کرنے والے ادارے سخت نگرانی کرتے ہیں اور یہاں بیرون ملک سے آئے صحافیوں کا ۲۴ گھنٹے پیچھا کیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں کسی عام شہری سے اس بات کی شہادت لینا ناممکن ہے۔ لیکن چین سے باہر دوسرے ممالک، جیسے ترکی، میں ایسا کیا جا سکتا ہے۔ استنبول کے بڑے ہال میں درجنوں افراد اپنی کہانیاں سنانے کے لیے بے تاب تھے۔ ان میں سے کئی لوگوں کے ہاتھ میں اپنے بچوں کی تصاویر ہیں، جو سنکیانگ میں رہ گئے تھے۔

بی بی سی سے بات کرتے ہوئے ایک ماں نے بتایا کہ 'مجھے نہیں معلوم ان (بچوں) کی دیکھ بھال کون کر رہا ہے۔' ان کے ہاتھ میں اپنی تین بیٹیوں کی تصویر ہے۔ وہ مزید کہتی ہیں کہ 'میرا ان (بچوں) سے کوئی رابطہ نہیں'۔ ایک اور والدہ اپنے تین بیٹوں اور ایک بیٹی کی تصویر لیے اپنے آنسو پونچھ رہی تھیں۔ انھوں نے بتایا 'میں نے سنا ہے انھیں ایک یتیم خانے میں لے جایا جا چکا ہے۔'[2]

ایغور مسلمانوں کے نظریات کی زبردستی تبدیلی

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق چین کی جیلوں میں لاکھوں مسلمانوں کے ذہنی خیالات زبردستی تبدیل کرنے کا انکشاف ہوا ہے۔ چین منظم نظام کے ذریعے مسلم ایغورں سمیت دیگر مسلمانوں کی 'سوچ کو زبردستی تبدیل' کر رہا ہے۔[3]

---

1 https://www.humsub.com.pk/213206/tahira-masood-6/ , 24/12/2019, 10:06 am

2 https://www.bbc.com/urdu/regional-48878309 , 25/12/2019, 6:36am

3 https://mmnews.tv/urdu/ایغور-کون-؟-چین-میں-لاکھوں-زیر-حراست-مسلم , 24/12/2019,

ایغور آبادی کی اساس کو ختم کرنے کی کوشش اور 'ایغور مسلم اکثریت کا توڑ'

ایک ایغور کارکن صالح ہدیٰ یار کا کہنا ہے کہ یہ چینی حکومت کی ایک نئی مذموم کوشش ہے کہ ایغور آبادی کی اساس کو ہی ختم کر دیا جائے تاکہ یہ نسل اپنی ماضی سے جڑی پہچان سے محروم ہو جائے اور ایغور قوم بھی چینی نسل ہان کی آبادی جیسی ہو کر رہ جائے۔ صالح ہدیٰ یار کا کہنا ہے کہ چینی حکومت ایغور نسل کی تاریخی باقیات کو بھی مٹا دینا چاہتی ہے تاکہ اس قوم کے لوگوں کا ماضی، تاریخ، اور گزشتہ نسلوں سے ربط پوری طرح مٹ جائے۔ ہدیٰ یار کے مطابق ایسے اقدامات سے ایغور آبادی کو رنج تو پہنچایا جا سکتا ہے لیکن اس کے وقار، پہچان اور شناخت میں کوئی کمی نہیں کی جا سکتی۔[1]

نیوز ایجنسی اے ایف پی نے لکھا ہے کہ ماضی میں سنکیانگ میں ایغور مسلم باشندوں کی اکثریت تھی لیکن پھر بیجنگ نے ایک باقاعدہ پالیسی کے تحت وہاں داخلی نقل مکانی کر کے آنیوالے ایسے باشندوں کو آباد کرنا شروع کر دیا، جن کا تعلق ہان نسل کی آبادی سے ہے۔ مجموعی طور پر چین میں ہان نسل کے باشندوں ہی کی اکثریت ہے۔[2]

دیگر مظالم

① یہاں کے باسیوں سے جبراً ڈی این اے کے نمونے بھی لیے جا رہے ہیں۔ ان کے موبائل کھنگالے جاتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے کہ کہیں وہ اشتعال انگیز میسیج تو نہیں شیئر کر رہے۔ اگر کسی پر ملک کے ساتھ غداری کا معمولی سا بھی شک ہو تو انھیں جیلوں میں بھیج دیا جاتا ہے جن کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں معلوم۔[3]

② اب سنکیانگ میں جگہ جگہ لگے پبلک سائن بورڈ خبر دار کرتے ہیں کہ کسی کو بھی کسی عوامی جگہ پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ کوئی بھی شہری ۵۰ برس کی عمر کو پہنچنے سے قبل داڑھی نہیں رکھ سکتا اور مسلمان سرکاری ملازمین کے لیے رمضان میں روزہ رکھنا بھی قانوناً منع ہے۔[4]

③ انسانی حقوق کی تنظیموں اور ماہرین کا کہنا ہے کہ زیر حراست خواتین سے بدسلوکی کے علاوہ انہیں نسلی گروہوں سے باہر شادیاں کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، مزید سرکاری حکام مسلمان خاندانوں کے ساتھ ان

8:59 am

1 https://www.dw.com/ur/چین-میں-ایغور-مسلم-آبادی-کے-قبرستانوں-کی-مسماری-جاری/a-50751096, 22/12/2019,11:49 pm

2 https://www.dw.com/ur/چین-میں-دس-لاکھ-مسلمانوں-کے-حراستی-کیمپوں-کی-حیثیت-اب-قانونی/a-45840041 , 24/12/2019, 7:15 pm

3 https://www.humsub.com.pk/103905/bbc-838/?print=print, 26/12/2019, 7:38 am

4 https://www.dw.com/ur/چین-کے-ایغور-مسلمانوں-کے-لیے-سنکیانگ-اب-ایک-اوپن-ایئر-جیل/a-39668516 , 26/12/2019, 11:40 pm

کے گھر میں رہتے ہیں۔[1]

④ سنکیانگ کے ایک استاد اور ایک سرکاری اہلکار کے بقول اسکولوں میں طلبا و طالبات کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو بطور مسلمان عربی زبان میں 'السلام علیکم' یا 'وعلیکم السلام' بھی نہ کہیں۔ اس اہلکار نے بتایا، "حکومت کے خیال میں السلام علیکم کے یہ اسلامی الفاظ بھی علیحدگی پسندی کے مترادف ہیں۔"[2]

⑤ چینی حکومت کی لیک ہونے والی دستاویزات، جنھیں آئی سی آئی جے نے 'دی چائنا کیبلز' کے نام سے منسوب کیا ہے، میں سنہ ۲۰۱۷ میں سنکیانگ کی کمیونسٹ پارٹی کے اس وقت کے نائب سکریٹری اور اس خطے کے اعلیٰ سکیورٹی اہلکار، ژہو ہیلون کی جانب سے ان حراستی مراکز کو چلانے والوں کے نام بھیجے گئے نو صفحات پر مشتمل مراسلے شامل ہے۔ ان مراسلوں میں دی گئی ہدایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان مراکز کو سخت نظم و ضبط کے تحت سزائیں دینے اور کسی کو فرار کا موقع فراہم نہ کرنے کے ساتھ ساتھ انتہائی سکیورٹی والی جیلوں کی طرح چلائے جانے کا کہا گیا ہے۔ مراسلے میں درج ذیل احکامات شامل ہیں:

a. کبھی بھی کسی کو فرار ہونے کی اجازت نہیں
b. طرز عمل اور رویے کی خلاف ورزیوں میں نظم و ضبط اور سزا میں اضافہ کیا جائے
c. توبہ اور پچھتاوے کو فروغ دیا جائے
d. چینی زبان کے مطالعے کو اوّلین ترجیح دی جائے
e. طلباء کو واقعتاً بدلنے کی ترغیب دی جائے اور
f. ہاسٹلوں اور کلاس رومز کے ہر حصے کی مکمل ویڈیو نگرانی کی جائے۔[3]

سنکیانگ میں مسلمانوں کے مذکورہ حالات کی وجوہات

چین کے مغربی صوبہ سنکیانگ میں انتظامیہ 'ہان' ذات کے چینی ہے اور مقامی ایغور برادری کے ساتھ ان کے تنازعے کی ایک طویل تاریخ ہے۔ ایغور دراصل مسلمان ہیں۔ ثقافتی اور مذہبی لحاظ سے وہ خود کو وسطی ایشیائی ممالک کے قریب سمجھتے ہیں۔

① صدیوں سے اس علاقے کی معیشت زراعت اور کاروبار پر مرکوز رہی ہے۔ یہاں کاشغر جیسے قصبے معروف

1 https://www.independenturdu.com/node/18121/دنیا/ایشیا/چین-پر-اویغور-خواتین-کے-زبردستی-اسقاط-حمل-اور-جنسی-تشدد-کا-الزام, 29/12/2019, 11:29 am

2 https://www.dw.com/ur/چین-کے-ایغور-مسلمانوں-کے-لیے-سنکیانگ-اب-ایک-اوپن-ایئر-جیل/a-39668516 , 29/12/2019, 5:47 pm

3 https://www.bbc.com/urdu/regional-50540934, 03/01/2010, 7:53 am

سِلک روٹ کے مرکز ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز میں کچھ عرصے کے لیے ایغوروں نے خود کو آزاد قرار دیدیا تھا، لیکن کیمونسٹ چین نے ۱۹۴۹ء میں اس علاقے کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ سماجی کارکنوں کا کہنا ہے کہ مرکزی حکومت کی پالیسیوں نے آہستہ آہستہ کسانوں کی مذہبی، اقتصادی اور ثقافتی سرگرمیاں ختم کردی ہیں۔ بیجنگ پر یہ الزام ہے کہ اس نے ۱۹۹۰ء میں سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد سنکیانگ میں ہونے والے مظاہروں، اور ۲۰۰۸ء میں بیجنگ اولمپکس سے پہلے مقامی لوگوں کے خلاف کارروائیاں تیز کردیں۔ سنکیانگ کو مشہور سلک روٹ کے حوالے سے شہرت حاصل ہے۔

② گزشتہ ایک دہائی کے دوران زیادہ تر اہم ایغور رہنماؤں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا ہے۔ سنکیانگ میں چین نے بڑے پیمانے پر ہان کمیونٹی کو بسانا شروع کر دیا ہے، جس سے ایغور اقلیت میں آگئے ہیں۔ بیجنگ پر یہ بھی الزام ہے کہ اس علاقے میں اس کے اپنے مبینہ مظالم کو صحیح ٹھہرانے کے لیے وہ ایغور علیحدگی پسندوں کے خطرے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔

③ چینی حکومت کا کہنا ہے کہ ایغور علیحدگی پسند بم حملے، بدامنی اور توڑ پھوڑ کی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔

④ چین کہتا ہے کہ انہوں نے افغانستان میں تربیت حاصل کی ہے۔ تاہم چین اپنے اس دعوی کے حق میں کوئی ثبوت پیش نہیں کر پایا۔ افغانستان پر امریکی حملے کے دوران امریکی فوج نے بیس سے زیادہ ایغور مسلمانوں کو پکڑا تھا جن کو الزام ثابت ہوئے بغیر سالوں تک گوانتاناموبے جیل میں رکھا گیا۔ بعد میں ان میں سے زیادہ تر کو ادھر ادھر بسا دیا گیا۔

⑤ بڑا حملہ: جولائی ۲۰۰۹ء میں، سنکیانگ کے دارالحکومت اروچی میں نسلی فسادات میں تقریباً ۲۰۰ افراد ہلاک ہوئے۔ خیال ہے کہ ایک فیکٹری میں ہان چینیوں کے ساتھ جھگڑے میں دو ایغوروں کی موت کے بعد یہ تشدد پھیلا تھا۔ چینی انتظامیہ نے اس بدامنی کے لیے ملک سے باہر سنکیانگ علیحدگی پسندوں کو ذمہ دار ٹھہرایا تھا اور جلاوطن رہنما رابعہ قدیر کو قصوروار مانا جاتا ہے۔ چین کا کہنا ہے کہ رابعہ نے تشدد بھڑکایا تھا۔ رابعہ نے ان الزامات کو مسترد کیا ہے۔ ایغور پناہ گزینوں کا کہنا ہے کہ پولیس نے پرامن مظاہرہ کرنے والے لوگوں پر اندھادھند فائرنگ کی تھی جس کے سبب تشدد اور اموات ہوئیں۔[1]

⑥ اس علاقہ میں پٹرول، کوئلے اور یورینیم کے ذخائر ہونے کی وجہ سے چین کی اقتصادی اور عسکری حالت کافی حد تک اس علاقہ پر منحصر ہے۔ جو چین کے لیے حاصل کرنا اس کی معیشت کو پَر لگانا تھا، اس لیے وہاں کے مسلمان ان حالات میں ہیں۔

1 https://www.bbc.com/urdu/world-41460023, 03/01/2020, 04:36 pm

مولانا صغیر احمد شاغف اور ان کے لطائفِ علمیہ

ڈاکٹر صہیب حسن، لندن

یہ سن ۱۹۷۱ء کے بعد کی بات ہے!... اور اس دور کی جب میں نیروبی میں مقیم تھا اور سال بسال والدین اور بہن بھائیوں سے ملاقات کے لیے کبھی مدینہ منورہ اور کبھی کراچی آتا جاتا رہتا۔

ابا جان (مولانا عبد الغفار حسن) سے معلوم ہوا کہ کراچی کے ایک نواحی بستی میں صغیر احمد کے نام سے ایک اہل حدیث عالم تازہ تازہ وارد ہوئے ہیں۔ گو وہ آئے تو ہندوستان سے تھے لیکن سقوطِ ڈھاکہ کے بعد پاکستان وہندوستان میں ڈائریکٹ مواصلات منقطع ہونے کی وجہ سے وہ کراچی پہنچ گئے اور وہ بھی انتہائی دشوار گذار اور طویل راستے سے، غالباً اُنہوں نے اپنے سفری مقامات میں نیپال کا تذکرہ بھی کیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بمبئی کے قیام کے دوران عربی کتب کی پروف ریڈنگ، طباعت اور اشاعت اور دیگر اُمور سے وابستہ رہنے کی وجہ سے ان معاملات کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔

ان سے تعارف کی بنیاد میری ایک عربی کتاب تھی: الاشتراکیۃ والإسلام جو کہ اصلاً مولانا مسعود عالم ندوی کی اس عنوان سے ایک اُردو کتاب کا ترجمہ تھا جو میں ایک مقامی پریس سے چھپوانے کا خواہش مند تھا۔ مولانا صغیر احمد نے میری خواہش پر اس کی پروف ریڈنگ کا ذمہ لیا اور سارے کام کو خوش اُسلوبی کے ساتھ نبھایا۔ اس دوران اُن سے مزید تعارف حاصل ہوا۔ ایک دفعہ ان کے گھر جانے کا بھی موقع ملا جو اس مسجد سے متصل تھا۔ جہاں وہ امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔

معاشی اعتبار سے ایک بہتر مستقبل ان کے انتظار میں تھا۔ ۱۹۷۶ء کے لگ بھگ وہ اپنے پرانے رفیق، بمبئی کے مشہور طابع وناشر مولانا عبد الصمد شرف الدین کی دعوت پر جدہ منتقل ہو گئے جہاں ان کے محسن پہلے ہی اپنا مستقر بنا چکے تھے۔ جدہ میں ان کا قیام چند سال رہا اور پھر رابطہ عالم اسلامی کے 'شعبہ اعجازِ علمی' میں ملازمت اُنہیں مکہ مکرمہ میں مستقل رہائش رکھنے کا پیغام لے آئی۔ رابطہ سے تعلق کی بنا پر نہ صرف ان کے علمی و تحقیقی کام کو مہمیز ملی بلکہ وہ عُسر کے بعد یُسر کی دولت سے بھی نوازے گئے۔

میں خود بھی جولائی ۱۹۷۶ء میں لندن منتقل ہو چکا تھا اور پھر لندن ہی سے تقریباً ہر سال دیارِ حجاز جانے کا

موقع ملتا رہا، کبھی التوعية الإسلامية في الحج (حج کے دوران حجاج کی دینی رہنمائی) کی دعوت پر اور کبھی رابطہ عالم اسلامی، جامعہ اسلامیہ یا کسی دوسرے ادارے کی طرف سے منعقدہ کسی سیمینار یا کانفرنس میں شرکت کے لیے اور کبھی عمرہ یا حج کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے لیے۔

رابطہ کی کانفرنسوں میں میرا معمول رہا کہ برادرم صغیر احمد سے ملاقات کے لیے رابطہ کی وسیع و عریض بلڈنگ میں کسی بھی اجلاس کے دوران یا اس کے بعد ان کے آفس کا رخ کروں جو کہ غالباً چوتھی منزل پر واقع تھا۔ ایک کشادہ کمرے میں دیواروں کے ساتھ ساتھ چند میزیں ایستادہ تھیں۔ ہر میز پر کوئی نہ کوئی عرب عالم کتابوں کے جھرمٹ میں مطالعہ کرتے یا لوح و قلم کا رشتہ استوار کرتے نظر آتے۔

دروازے سے داخل ہوتے ہی بائیں طرف کی میز کے سامنے صغیر احمد کرسی پر براجمان دکھائی دیتے، مزید کتب، کچھ عمودی شکل میں صف بستہ اور کچھ کھلی، ادھ کھلی ان کی نظرِ عنایت کی طلبگار نظر آتیں۔ اعجازِ علمی کے اس شعبہ میں ان کا فرض منصبی تھا کہ شرکائے محفل اپنی علمی، سائنسی تحقیقات میں اگر کسی حدیث سے استشہاد کریں تو صغیر احمد اس کی استنادی حیثیت کو صحت و سقم کے اعتبار سے واضح کرتے رہیں۔

ہماری مختصر ملاقات کے دوران عربی قہوہ کا دور چلتا رہتا اور عموماً ان کی خواہش رہتی کہ میں ان کے گھر پر ماحضر تناول کرنے کے لیے حاضری دوں۔ ان کا گھر جدہ سے مکہ آنے والی شاہراہ کے مدخل پر مدارس نامی علاقے میں واقع تھا جو النزهة کا ایک حصہ ہے، یہاں کی گلیاں اور سڑکیں علما و فقہا کے نام سے موسوم تھیں۔ ان کا کمرۂ ملاقات اُن کی لائبریری تھی کہ جہاں سہ اطراف عربی اور اُردو کتب سے آراستہ و پیراستہ الماریاں ملاقاتیوں کے لئے باعثِ کشش ہوتیں۔

اکثر ایسا ہوا کہ ان کے صاحبزادوں میں سے کوئی ایک گاڑی لے آتے اور مجھے اور میری اہلیہ کو گھر لے جاتے اور اگر صاحبزادے مشغول ہوتے تو ہم ٹیکسی سے ہوٹل کی راہ لیتے۔ یہاں ان کے صاحبزادوں کا ذکر آ گیا ہے تو ان کے نام اختیار کرنے میں صغیر احمد کے ذوقِ علمی کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ذرا نام ملاحظہ فرمائیں:

أشبال، أبسال، أثال، مفضال، منهال اور مؤمل

پہلے صاحبزادے کے نام سے ان کی کنیت ہے: أبو الأشبال... ان سب نے مکہ کی جامعات سے تعلیم حاصل کی ہے اور اب کچھ تدریسی شعبے اور کچھ تجارت میں اپنا نام پیدا کر رہے ہیں۔

ہماری گفتگو میں شخصی نوعیت کی بات چیت کم لیکن علمی، مسلکی اور حدیث سے متعلق نکتہ آفرینی غالب رہتی، اُنہیں اپنے علم رجالِ حدیث پر ناز تھا، وہ شیخ البانی کو کسی خاطر نہ لاتے تھے۔ شیخ البانی رہے میرے اُستاد

لیکن میں آدابِ زیارت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے زیادہ تر اُن کی سنتا اور خاموش رہتا۔ مجھے خود بھی شیخ کے بعض فتاویٰ پر اطمینان نہیں لیکن متقدمین یا متاخرین میں کون ہے، جس کے ہاں شذوذ نہیں پایا جاتا۔

ایسے فتاویٰ میں ان کی رائے بابت تحریم الذهب علی النساء (عورتوں پر بھی سونے کا استعمال حرام) ہے، سوائے اس کنگن کے جو بیچ میں سے کٹا ہوا ہو۔ اُنہوں نے اس رائے کو اختیار کرنے میں سنن نسائی کی روایت «نهى عن الذهب إلا مقطَّعًا» کا سہارا لیا ہے، لیکن مجھے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تعبیر زیادہ بھاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے سے منع کیا، اِلا یہ کہ بہت تھوڑا سا ہو، یعنی مقطّعا سے مراد قطعہ قطعہ ہے۔ اسی طرح اعتکاف کے بارے میں ان کی یہ رائے کہ وہ صرف تین مساجد یعنی حرمِ مکہ، حرمِ نبوی اور حرمِ بیت المقدس ہی میں جائز ہے۔ ہماری بات چیت جاری رہتی یہاں تک کہ فرش پر ماحضر رونق افروز ہو جاتا تو ہم عرشی نشست سے فرشی نشست کا رخ کر لیتے۔

صغیر احمد ہومیوپیتھی علاج میں اچھا درک رکھتے تھے، اس لیے بعض دفعہ ہومیوپیتھک دواؤں کے خواص پر بھی تبادلہ خیال ہو جاتا کہ میں خود بھی اس طریقہ علاج کا مداح رہا ہوں بلکہ لندن پہنچنے کے بعد ایک پرائیویٹ ادارے سے بذریعہ خط وکتابت ایک سالہ کورس بھی کر چکا ہوں کہ جس کے اختتام پر مجھے ڈاکٹری کا تمغہ تو بہت پہلے عنایت ہو گیا تھا لیکن میں نے اپنی شاعری کی طرح اسے ہمیشہ بصیغہ راز رکھا کہ یہ دونوں میدان استاد کی رہنمائی اور اپنے فن میں مشاقی کا تقاضا کرتے ہیں اور میں ان کا حق نہیں ادا کر سکا تھا۔

ہمارا پورا گھرانہ کے ساتھ دوستانہ بلکہ محبانہ تعلقات رکھتا تھا۔ جدہ سے میرے برادرِ اکبر شعیب، مدینہ منورہ سے والدین اور ان کی معیت میں برادرم سہیل حسن، جب بھی مکہ مکرمہ آتے تو ان سے ملے بغیر نہ جاتے۔ بلکہ والد محترم ریٹائرمنٹ کے بعد جب پاکستان رخصت ہوئے تو ایک عرصہ بعد برادرم سہیل کی معیت میں مکہ مکرمہ آئے اور پھر ایک حادثاتی علالت کے دوران چند دن اُن کے گھر پر بھی ٹھہرے۔

مجھے ان سے اس لیے بھی اُنس تھا کہ سالِ ولادت کے اعتبار سے ہم دونوں ہم عمر تھے۔ ایک ہی شعبہ علم سے وابستہ تھے۔ گھرداری کے اعتبار سے دونوں صاحب اولاد تھے، البتہ یہ تفاوت رہا کہ میری زندگی زیادہ تر دعوتی مصروفیات میں بسر ہوئی کہ جس کے لوازمات میں سے کانفرنسوں کی حاضری، مقالات کی تیاری اور پھر اُنہیں اجتماعات میں پیش کرنے کی جسارت سرفہرست تھے، علاوہ ازیں جمعہ وعیدین کے خطبات، کالجوں، یونیورسٹیوں کے محاضرات، ریڈیو، ٹی وی کے دروس ومکالمات اور گاہے بگاہے تدریسی مشغولیات، شب وروز کی مصروفیات کا حصہ رہے، جبکہ اُنہوں نے بحث وتحقیق کو موضوع بنایا اور تحریر وتسوید کے میدان کو اپنے

راہوارِ قلم کی جولان گاہ بنایا۔ ان کی تصانیف میں 'صراطِ مستقیم اور اختلاف ملت'، 'تفسیر ابن کثیر کا اختصار'، التقریب کے ایک نسخے کی بعد از تحقیق اشاعت اور حدیث اور سنت سے متعلق وہ بے شمار مضامین اور مقالات ہیں جو ہند و پاک کے مختلف دینی رسائل کی زینت بنتے رہے۔ ہمارے رفیق مکرم مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی ﷿ کے فتاویٰ ثنائیہ میں ہومیو پیتھک ادویہ کی تیاری میں الکوحل کے استعمال پر دونوں شیوخ کا مکالمہ بھی قارئین کی دلچسپی کا باعث رہے گا۔

سن ۱۹۹۷ء کا حج اس لحاظ سے یادگار حج رہے گا کہ اس حج کے دوران منیٰ میں آتش زدگی کا ہولناک واقعہ ہوا تھا۔ میں اس سال لندن کے ایک کاروان 'لبیک' کے ساتھ حاجیوں کی رہنمائی کی غرض سے وہاں موجود تھا۔ ہمارا قیام منیٰ کی پہاڑیوں کے دوسری طرف مکہ کے علاقے عزیزیہ میں تھا۔ یعنی ایام تشریق میں دن کا قیام عزیزیہ کی رہائش گاہ میں اور پھر مغرب سے نصف شب تک منیٰ کے کسی خیمے میں شب بسری۔ لیکن اس دہشت ناک حادثے نے بہت سے دردناک المیوں کو جنم دیا جن میں سے میری ہمشیرہ کے داماد نبیل فیصل کی شہادت بھی شامل ہے، وہ اپنی ایک معذور رشتے دار خاتون کو بچانے کی پوری کوشش کرتے کرتے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ اللهم اغفر له وارحمه!

صغیر احمد اہل و عیال کے ساتھ حج پر آئے ہوئے تھے، طبیعت ان کی طرف سے بھی فکر مند تھی۔ حج کے فوراً بعد ان سے فون پر بات چیت ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ وہ بہت خوش قسمت رہے کہ مناسب وقت پر سلگتے شعلوں سے جان بچا کر مکہ چلے آئے۔ چونکہ حج کے مناسک پورے ہونے سے رہ گئے تھے، اس لیے اُنہوں نے إحصار کے حکم کو اپنایا، یعنی ﴿فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرۃ:۱۹۶)

''اور اگر تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی کا جانور میسر ہو (اس کی قربانی کر دو)۔''

امسال (۲۰۱۹ء) رمضان کے دس دن مکہ مکرمہ کی حاضری کا شرف حاصل رہا، رابطہ عالم اسلامی کی ایک کانفرنس میں مدعو تھا۔ کچھ کانفرنس کے اجتماعات میں شمولیت کی مشغولیت اور کچھ رمضان کے دنوں میں زائرین کی بھیڑ بھاڑ کہیں آنے جانے میں رکاوٹ بنی رہی۔ بارہا خیال آیا کہ فون اُٹھاؤں اور ان کی خیر خیریت دریافت کر لوں لیکن بدقسمتی حائل رہی۔ واپسی کا سفر بھی بھاگم دوڑ کا تھا۔ ہم اس عالم میں مکہ سے روانہ ہو رہے تھے کہ اذانِ فجر ہونے والی تھی لیکن لندن کی فلائٹ بروقت پکڑنے کے لیے ہمیں نمازِ فجر کے لیے جدہ ائرپورٹ پہنچنے کا انتظار تھا۔

یہ جمعرات ۲۵ رمضان کا دن تھا جب ہم شام تک لندن اپنے گھر پہنچ چکے تھے، ایک واٹس ایپ پیغام سے

معلوم ہوا کہ صغیر احمد سخت بیمار ہیں اور مکہ مکرمہ کے ایک ہسپتال میں داخل ہیں، ان کے صاحبزادے سے اسی ذریعہ ابلاغ سے بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ ان کے اہل خانہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے اور وہ اب مکہ کی طرف رواں دواں ہیں۔ کوئی رات ڈیڑھ بجے ان کے صاحبزادے مؤمل کے پیغام سے اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ إنا لله وإنا إليه راجعون!

مجھے ہمیشہ قلق رہے گا کہ میں اتنے قریب ہونے کے باوجود اس یارِ ان کی ملاقات سے محروم رہا، ما شاء الله قدَّر! لیکن اس بات سے سکون واطمینان حاصل رہا کہ اس مردِ قلندر پر حرم مکہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے، ان کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے اور انہیں خاص جنت الفردوس کا باسی بنائے۔ میں نے اپنے قلق کا مداوا یوں کیا کہ ہفتہ ۲۷ رمضان کو اپنی مسجد (مسجد توحید، لندن) میں نمازِ عصر کے بعد ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔

انہیں اپنی زندگی میں بہت سی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس لحاظ سے تو اُنہیں یک گونہ سکون حاصل رہا کہ مملکتِ سعودیہ کے شہری ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا۔ لیکن اپنی صلبی اولاد میں سے کسی ایک کو بعض قانونی وجوہات کی بنا پر یہ سہولت حاصل نہ ہو سکی جو بہر صورت ان کے لیے آزمائش کی شکل اختیار کر گئی۔ اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں آسانی پیدا کر دے گا۔ وہ ساری عمر کرائے کے مکان میں رہے، معلوم ہوا کہ پچھلے سال کے دورانیہ میں اپنا مکان تعمیر کر پائے تھے اور وہاں منتقل بھی ہو گئے تھے اور پھر وہیں سے دار الخُلد کی طرف مراجعت ہوئی۔

میں اس مضمون کے دوسرے حصے کو **مطائبات صغیر أحمد** (خوبصورت یادیں) کا عنوان دیتا ہوں۔ یہاں وہ لطائف وظرائف، علمی اور حدیثانہ نقاط نقل کروں گا جن کے راوی خود صغیر احمد ہیں اور جو ہماری متعدد ملاقاتوں کے دوران بات چیت کا ثمرہ ہیں اور میں ان مرویات کے ذکر کے لیے اپنی ڈائری کا مرہونِ منت ہوں، دگرنہ ان تمام باتوں کا احاطہ کرنا میری یادداشت سے خارج تھا۔

............☆............☆............

برادر محمد صغیر احمد میرے ہم سن تھے، علم کا دریا تھے۔ ان کے ساتھ نشست علمی، ادبی، سیاسی معلومات اور لطائف وظرائف پر مشتمل ہوتی۔ میں اُنہیں کچھ سناتا اور وہ اپنی کہتے۔ مکہ مکرمہ آتے جاتے ان کے دولت خانے پر ملاقات رہتی۔ ان کی کئی باتیں میں اپنے دفتر میں نوٹ کر لیتا اور انہی متفرق تحریروں کی بنا پر ان کے ملفوظات کا یہ گلدستہ قارئین کی نظر کر رہا ہوں:

① نواب صدیق حسن خان کے تمام بیٹے ان کی پہلی اہلیہ کے بطن سے ہیں، یہ شادی بھی ملکہ بھوپال کے توسط سے ہوئی تھی جو انہوں نے اپنے منشی کی بیٹی سے طے کی تھی۔ اس خاندان کے افراد حنفی المذہب تھے، اور اس لئے جب وہ اپنی بیگم کی طرف سے حج کر رہے تھے تو اس نے یہ شرط رکھی تھی کہ تمام مناسک فقہ حنفی کے مطابق ادا کیے جائیں گے۔ بدر الزمان نے اہل حدیث مسلک اختیار کر لیا تھا اور پھر نواب صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش میرے بھائی وحید الزمان بھی اہل حدیث مسلک اختیار کر لیں، جس پر نواب صاحب نے انہیں چھ کتابوں... جنہیں عرف عام میں صحاحِ ستہ کہا جاتا ہے... کا اُردو ترجمہ کرنے پر مامور کیا۔ ان تراجم میں کچھ کچھ حنفیت کی جھلک دکھائی دیتی ہے لیکن انہوں نے اپنی کتاب حل اللغات میں تقلید پر کھل کر تنقید کی ہے اور یہ بحث اس کتاب کی پہلی اشاعت میں موجود ہے جو کہ مؤلف کے اپنے خط میں شائع ہوئی تھی، پھر جب نور محمد اصح المطابع نے یہ نوٹس حذف کر دیے اور یوں تقلید کی بابت بحث بھی دریابرد ہوگئی۔

② نواب صدیق حسن خان کا تعلق زیدی مذہب سے تھا، ان کے والد بھی زیدی تھے لیکن نواب صاحب شاہ عبد العزیز کی کتابوں سے متاثر ہو کر حدیث کے شائق ہوگئے۔ ان کی کتاب الروضة الندية دراصل امام شوکانی کی إرشاد الفحول کی تلخیص ہے، لیکن انہوں نے جہاں زیدیہ اور ہادویہ کی آرا آئی ہیں، سب کو حذف کر دیا۔ یہی طرز عمل اُنہوں نے بلوغ المرام کی شرح میں اختیار کیا کہ اُنہوں نے صنعانی کی شرح سُبل السلام کو سامنے رکھا اور اس میں سے ان دونوں مذاہب کی آرا کو حذف کرتے گئے۔

الشوکانی کی کتاب إرشاد الفحول اس قابل ہے کہ وہ اہل حدیث کی اُصول فقہ کا مرجع بن سکے اور ایسے ہی، نیل الأوطار بھی، امام شوکانی بھی خود پہلے زیدی تھے، اپنی کتاب السیل الجرار کی تالیف کے بعد مسلک اہل حدیث کے حامی وناصر ہوگے۔ برادر محمد صغیر نے پاکستان سے ایک طبع شدہ کتاب دکھائی: شرح نور الأنوار جسے حافظ ثناء اللہ زاہدی نے تحریر کیا ہے، اور اہل حدیث کے نقطہ نظر سے اس کی تالیف کی ہے۔

③ ریاست بھوپال پر چار خواتین نے حکومت کی: قدسیہ بیگم پھر سلطان جہان بیگم پھر شاہ جہاں بیگم اور ان کے بعد ان کی بیٹی سلطان جہاں بیگم۔ نواب صدیق حسن خان کی پہلی اہلیہ سے دو صاحبزادے تولّد ہوئے۔ پہلی بیگم کی حیات میں والیہ بھوپال شاہ جہاں بیگم سے شادی کی، اسی دوران پہلی بیگم کا انتقال ہوا۔ شاہ جہاں بیگم پہلے باپردہ نہ تھیں، لیکن پھر شرعی پردہ اختیار کیا اور نواب صدیق حسن خان کی کتابوں کی اشاعت میں حصہ لیا۔ ہندوستان میں سب سے پہلے فتح الباری کی طباعت انہی کی مرہونِ منت ہے۔

تقلیدی ذہن سے مرعوب ان کے مخالفین نے انگریزی حکومت تک ان کے خلاف شکایتوں کا انبار لگا دیا، نتیجۃً انہیں تمام سرکاری خطابات سے محروم کر دیا گیا۔ ان کی بیگم کی کاوشوں سے بالآخر یہ القابات انہیں واپس کیے گئے لیکن خطابات کی واپسی کا پروانہ اس دن ان کے پاس پہنچا جس دن وہ سفر آخرت پر روانہ ہو رہے تھے۔ ان کے ایک صاحب زادے نے ان کا سارا مکتبہ ندوۃ العلماء کو منتقل کر دیا تھا۔ نواب صاحب اپنے شیخ، امام شوکانی کی مانند توسّل کو جائز سمجھتے تھے۔

④ آپ نے مجھے تفسیر ابن کثیر کی تلخیص میں ایک نسخہ بھی دکھایا جو ان کی اپنی جد وجہد کا ثمرہ ہے لیکن مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری کے نام سے دار السلام، الریاض نے شائع کیا۔ اس کے مقدمہ میں یہ بات درج ہے کہ اُنہیں اس کی تلخیص کا کام سپرد کیا گیا تھا۔

دو جلدوں پر مشتمل اس کتاب کو مجھے بطورِ ہدیہ دینا بھی پسند فرمایا۔ پھر ایک قدیم چھوٹے سائز کی مجلد کتاب لے کر آئے، اور مجھے لوٹاتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب آپ کے والد کے مکتبہ سے میں نے اس وقت مستعار لی تھی جب میں کراچی میں آپ کی کتاب: الاشتراکیة والإسلام کی پروف ریڈنگ کر رہا تھا۔ یہ کتاب متعدد رسالوں کا مجموعہ تھی جس میں: علم قیافہ، اور سورۃ الکوثر کی تفسیر پر مشتمل رسائل کا ہونا مجھے یاد ہے۔

⑤ پھر بتایا کہ مولانا عبد الصمد شرف الدین نے کوئی چورانوے سال عمر پائی، آخری عمر میں حافظہ متاثر ہو گیا تھا۔ ایک دن مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ ہمارے پریس میں تم سے ملتا جلتا ایک شخص کام کرتا ہے پھر جب کچھ دیر مجھ سے بات چیت کی تو کہنے لگے: کہ کیا تم ہی وہ شخص ہو؟ میں نے ان سے موضوع کسب اعمال پر بات کی، یعنی انسان کا محاسبہ ان اعمال پر ہو گا جو اس نے خود کمائے ہوں گے، جسے ماتریدیہ نے کافی اہمیت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ تو کہنے لگے: وہ بھی تقدیر ہی کا حصہ ہے اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دو رجسٹر ہوں گے جن میں جنتیوں اور جہنمیوں کے نام پہلے سے لکھے گئے ہوں گے۔

⑥ شیخ الحدیث مولانا سید نذیر حسین دہلوی کا ذکر آیا تو کہنے لگے کہ اُنہوں نے ساٹھ سال دہلی میں درسِ حدیث دیا اور اُن کے شاگردوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ ایک صاحب غزنہ (افغانستان) سے طلبِ علم کے لئے آئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک نچلی جگہ پر صحیح بخاری ہے جس کی وہ گرد صاف کر رہے ہیں لیکن آخر چند اوراق رہ گئے ہیں۔ یہ خواب اس طرح پورا ہوا کہ اُنہوں نے شیخ الحدیث سے صحیح بخاری کا درس لیا لیکن آخری چند اوراق پڑھنے سے پہلے اُنہیں واپس جانا پڑا۔ اور چونکہ دہلی، غزنہ کے اعتبار سے نیچے واقع ہے، اس لئے صحیح بخاری کو نیچے دیکھنا بھی ثابت ہو گیا۔

اس نوکرانی کا قصہ بھی ذکر ہوا جو ان کی مسجد سے متصل مکان سے جھاڑو دے کر کوڑا اوپر سے پھینک دیا کرتی تھی اور جس کا کچھ حصہ مسجد کے صحن میں بھی گر جایا کرتا تھا۔ شیخ نے ایک مرتبہ اسے منع کیا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ لیکن وہ نہ مانی پھر ایک دفعہ کوڑا پھینکا لیکن اس کے ساتھ ساتھ خود بھی آگری اور ڈھیر ہو گئی۔

سید نذیر حسین دہلوی کا معاملہ بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہم اللہ کی مانند ہے۔ جس طرح ان کے تلامذہ: ابن قیم اور ابن کثیر نے ان سے اکتسابِ علم کے بعد ان کے علم کو پھیلایا، ویسے ہی سید نذیر حسین کے لائق شاگردوں نے اپنے استاد کے علوم کو عام کیا۔

⑦ کراچی کے جریدہ 'نگار' کے ایڈیٹر معجزات کے منکر تھے۔ ایک عالم ان کے پاس آئے اور کہا کہ کیوں نہ ہم دونوں مل کر تبلیغ اسلام کریں۔ تم اپنے علوم وفنون سے مدد کرنا اور میں علوم دینیہ سے مدد کروں گا اور یوں چار دانگ میں ہم اسلام کو پھیلا سکیں گے۔ کہنے لگے کہ یہ ناممکن ہے!

عالم نے کہا: لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کام تئیس ۲۳ سال میں کر دکھایا تھا؟ تو بولے کہ وہ تو رسول تھے؟ تو عالم بولے: اے خبیث شخص! اسی کو تو معجزہ کہا جاتا ہے۔ یہ کہا اور وہاں سے فوراً چلے آئے۔

⑧ صحابہ رسول ﷺ میں سے جناب زبیر اور طلحہ کی ایک گفتگو ملاحظہ ہو:

حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹوں کے نام انبیاے کرام کے نام پر رکھے تھے جب کہ حضرت طلحہؓ نے اپنے بیٹوں کے نام شہدا کے نام پر رکھے تھے، حضرت زبیر نے کہا: تم ان کے نام شہدا کے نام پر رکھے ہیں تاکہ وہ شہید بن جائیں؟ حضرت طلحہ نے جواباً کہا: اور تم نے ان کے نام انبیا کے ناموں پر رکھے ہیں تاکہ وہ نبی بن جائیں؟ لیکن یہ ممکن ہے کہ میرے بیٹے شہادت کا درجہ حاصل کر سکیں!!

⑨ قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی بیٹی سے قطع تعلق کر لیا تھا کیونکہ اس نے ایک غیر مسلم پارسی نوجوان سے شادی رچالی تھی۔ شادی سے قبل وہ ملنے کے لئے آئی تو فون پر بات کی۔ پوچھا کہ شادی کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا منگیتر مسلمان ہونے کا ارادہ نہیں رکھتا، لیکن پھر بھی میں اس سے شادی کر کے رہوں گی۔ جناح نے پچاس پچاس ہزار روپے کے دو چیک بھجوائے اور کہا کہ دوبارہ میرے پاس مت آنا۔ وفات سے قبل لندن سے وہ اپنے بچے کے ساتھ ملنے کے لیے آئی، پہلے نواسے کو کمرے میں بھیجا گیا کہ شاید اس بہانے وہ بیٹی سے ملاقات پر بھی آمادہ ہو جائیں۔ جناح کو جب معلوم ہوا کہ یہ اس کا بیٹا ہے تو کہا اسے بھی لے جاؤ اور بیٹی کو بھی مت آنے دو۔

⑩ مولانا ابوالکلام آزاد کے پاس ایک نوجوان آیا اور درخواست کی کہ میری دکان اور مکان کو واگزار کرایا

جائے۔ اس نے مولانا کو یاد دلایا کہ کسی زمانہ میں مولانا اس کے والد کی دکان کی چٹائی پر بیٹھا کرتے تھے چنانچہ آزاد نے اس کی دادرسی کی۔

بابری مسجد کے ڈھانے کا ذکر آیا تو کہا کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں نے بابری مسجد میں بت رکھوا دیا تھا، اس وقت آزاد چاہتے تو نہرو پر زور دیتے کہ یہ مسجد مسلمانوں کی ہے اور انہیں واپس کی جانی چاہیے لیکن انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ نہرو نے مسجد کو تالا ڈلوا دیا تا کہ ایک دن اس کے منہدم ہونے کی نوبت آ جائے گویا اس کے گرنے کی بنیاد نہرو کے عمل اور آزاد کی خاموشی نے بہت پہلے رکھ دی تھی۔

⑪ جنوبی ہند کی ایک جامعہ میں جلسہ تھا جس میں مولانا محمد سامرودی ہاتھی پر سوار تشریف لا رہے تھے، انہوں نے دیکھا کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تانگے پر سوار چلے آ رہے ہیں تو وہ ان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہنے لگے: ﴿ وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝ ﴾ اور ہم نے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ یعنی اشارہ تھا کہ وہ ہاتھی پر سوار ہیں اور ان کی سواری تانگے کی سواری کے بلند ہے، جس پر مولانا ثناء اللہ نے فوراً یہ آیت پڑھ دی:

﴿ اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ۝ ﴾

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟''

⑫ ان کے ایک شناسا جامعہ بنوریہ (کراچی) میں زیر تعلیم تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ نواب صدیق حسن خان کی اولاد میں سے ہیں لیکن اب مذہباً حنفی ہو چکے ہیں۔ ایک دفعہ مولانا انور شاہ کشمیری کے بارے میں کہا کہ وہ اپنے زمانے کے علامہ تھے۔ مولانا صغیر احمد نے ان سے کہا: لیکن وہ تو عربی نہ جانتے تھے، انہوں نے کہا: یہ آپ نے کیسے کہہ دیا؟ کہ کیا انہوں نے اپنی 'رودادِ زندگی' میں یہ نہیں لکھا کہ اُنہوں نے امام عینی کو خواب میں دیکھا تھا اور عینی نے ان سے کہا تھا: تم بہت اچھے تھے اگر تم میں تعصب نہ ہوتا۔ اب دیکھیے کہ امام عینی اردو نہیں جانتے تھے، پھر بھی علامہ نے اُن سے اردو میں بات کی۔ اگر عربی جانتے ہوتے تو اُردو میں بات کیوں کرتے؟

⑬ ایک بہاری نوجوان کسی انگریز کے ہاں ملازم تھا۔ ایک دن اپنے مالک سے کہا کہ میری تنخواہ بڑھائی جائے وگرنہ میں نوکری چھوڑ دوں گا۔ مالک نے کہا کہ اگر تم نوکری چھوڑ دو گے تو میں تمہارے بارے میں ایسا خط بطور ریفرنس لکھوں گا کہ تمہیں دوبارہ کوئی ملازمت نہ دے گا۔ نوجوان نے کہا: پروا نہیں، میں اپنے کھیتوں میں کام کروں گا اور کیا تم میرے بیلوں کو منع کر سکو گے، وہ تو تمہاری بات سن نہ سکیں گے!!

انگریز کو یہ بات پسند نہ آئی اور اس نے اس کی تنخواہ میں ایک سو روپے کا اضافہ کر دیا۔

⑭ امام سیوطی کی الدُرّ المنثور کے حوالے سے ایک آیت اور اس کی تفسیر کے ضمن میں ایک قصہ:

آیت ﴿ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ ﴾ "اور ایک رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ان کے درمیان اور جو کچھ وہ چاہتے تھے۔" ایک شخص ایک خوبصورت عورت کے عشق میں گرفتار ہو گیا۔ یہ عورت غیر شادی شدہ تھی، اور ایک دن اس نے اس آدمی کو اپنے محل میں آنے پر اکسایا کہ دونوں کی ملاقات ہو سکے۔ اس کا محل کافی فاصلے پر تھا اور اس نے یہ بھی بتایا کہ راستے میں تمہیں عجیب چیزیں دیکھنے کو ملیں گی لیکن تم ان کی پروا نہ کرنا۔

یہ شخص چل کھڑا ہوا۔ راستے میں واقعی عجیب باتیں دکھائی دیں۔ دیکھا کہ راستے میں ایک آدمی جو کھڑے ہونے پر قادر نہ تھا، بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے اس شخص کو دیکھ کر کہا: "مجھے اُٹھنے میں مدد کرو۔" چنانچہ اس نے اسے اُٹھایا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا پھر جب وہ محل میں پہنچا تو ایک دربان نظر آیا، اس نے پوچھا کہ کیسے آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ تمہاری مالکن نے مجھے آنے کی دعوت دی ہے۔ دربان نے کہا کہ میں تو موت کا فرشتہ ہوں اور جس شخص کو تم نے راستے سے اٹھایا تھا، وہ تمہاری عمر تھی جو تمام کو پہنچ گئی تھی۔ یہ کہا اور اس کی روح قبض کر لی۔

⑮ بعض محدثین کا یہ کہنا کہ محدثین نبوی عمر پاتے ہیں، درست نہیں لگتا۔ اب دیکھیے کہ امام شافعی کی عمر صرف چوّن سال کی تھی۔ امام بخاری ساٹھ سے اوپر تھے۔ محدث طبرانی نے البتہ سو سال کی عمر پائی۔ امام مسلم نے کتاب الأنبیاء میں نبی ﷺ کی عمر مبارک کے بارے میں دو قول لکھے ہیں: ۶۳ اور ۶۵ سال۔

۶۳ سال اس اعتبار سے کہ مشرکین نَسِیء کے قائل تھے یعنی قمری ماہ کو شمسی تقویم کے برابر بنانے کے لیے ہر تین سال بعد ایک ماہ کا اضافہ کر دیا کرتے تھے اور یوں ۶۳ سال میں ۲۱ ماہ کا اضافہ ہو گیا۔ یعنی ایک سال اور نو ماہ کا، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نَسِیء کا اعتبار نہ کیا جاتا تو پھر اللہ کے رسول کی عمر ۶۴ سال نو ماہ (تقریباً ۶۵ سال) شمار ہوتی۔

⑯ مشہور حنفی عالم عبد الفتاح ابو غدہ جن کا تعلق ملک شام سے ہے۔ ایک دفعہ حرم مکہ میں شیخ فتحی سے ملے تو کہا کہ آپ لوگ کیوں ہمیں (یعنی حنفیہ کو) مطعون کرتے رہتے ہیں جب کہ آپ کے اپنے شیوخ رکابیوں پر تعویذ لکھ کر دیتے تھے۔ غالباً ان کا اشارہ جماعت اہل حدیث کے چند مخصوص شیوخ کی طرف تھا۔

⑰ کئی علماء نام نہاد بُیُوع کی بنیاد پر تجارتی قرضوں (یعنی بغرض انوسٹمنٹ) کو حلال قرار دے رہے ہیں اور وہ اس طرح کہ ایک شخص بنک کے توسط سے لوہے یا روئی کی ایک بڑی مقدار کی خرید کرتا ہے، فرض کیجیے کہ وہ اُنہیں ایک لاکھ ریال میں خریدتا ہے۔ یہ رقم ابھی اس نے بنک کو ادا نہیں کی ہے بلکہ اس کے ذمے ہے، پھر بنک کے توسط ہی سے ایک دوسرا شخص اُسی مال کو یہ کہہ کر اسی ہزار میں خرید لیتا ہے کہ قیمت اب گر

چکی ہے، اور اس طرح آپ کے پاس اسی ہزار ریال نقد موصول ہو گئے جب کہ آپ نے بنک کو پورے ایک لاکھ بعد میں ادا کرنے ہیں، اور یوں ایک سودی لین دین کو حیلہ سے جائز روا رکھا گیا ہے۔

⑱ زندگی میں دو آدمی دیکھے جن کا دستر خوان بہت وسیع تھا: ایک بہار کے مولانا منظور الحق اور دوسرے شیخ عبد العزیز بن باز... بہار میں ایک پیر نے مکر و فریب سے اپنا سکہ جمار کھا تھا۔ جب کبھی کوئی شخص اپنی مشکل لے کر آتا تو دروازے پر کھڑے اس کے خاص الخاص دربان اس شخص کا نام، پتہ اور مقصد نوٹ کر لیتے اور اس کے اندر داخل ہونے سے پہلے یہ سب معلومات پیر صاحب کو بھیج دیتے، جب مریض ان کے حجرہ میں پہنچتا تو وہ یہ ساری باتیں اسے بتا کر اس پر اپنا رعب جھاڑتے۔ مولانا مذکور نے اس کا توڑ کرنے کے لیے پیر صاحب کے پاس چار آدمیوں کو بھیجا جو گفتگو کے ماہر تھے۔ انہیں نصیحت کی کہ دربان کو غلط معلومات دینا اور جو بھی پہلے اندر جائے وہ پیر صاحب کی غلط بیانی کا بھانڈا پھوڑے، اور اگر پیر صاحب یا اس کے کسی مرید نے مارنے کی کوشش کی تو باقی تینوں بھی اندر چلے آئیں اور اس کی خاطر خواہ مرمت کر ڈالیں۔ اور یوں اس جعلی پیر کی اصلیت لوگوں کو معلوم ہو گئی۔

⑲ تحضیر الأرواح (روحوں کو حاضر) کرنے پر بات ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ آدمی کا قرین اس کا مرنے کے بعد اس کی قبر پر ہی رہتا ہے تاکہ روزِ قیامت اس کے ساتھ اُٹھایا جا سکے۔ انہوں نے میری اس بات کی تائید کی کہ شرکیہ اوراد اور اعمال کے ساتھ جن کی تسخیر نہیں ہو سکتی۔

⑳ چڑیا کی چہچہاہٹ سن کر ایک مسلمان کا کہنا: اللہ تیری قدرت

اور ایک پنڈت کہتا ہے: اوم تیری قدرت

اور ایک پہلوان کہتا ہے: ڈنڈوت، ڈنڈوت

اور ایک سبزی فروش کہتا ہے: پیاز، سبزی، ادرک

㉑ حاشیہ ابن عابدین میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کعبہ میں داخل ہوئے تو ایک رکعت میں، ایک پیر پر کھڑے نصف قرآن اور دوسری رکعت میں، دوسرے پیر پر باقی نصف قرآن پڑھ ڈالا اور کہا کہ اللہ! میں تیری خدمت نہیں بجا لایا۔ ہاتف غیب سے آواز آئی کہ اس سے بڑھ کر اور کیا خدمت ہو گی! (أو کما قال) حاشیہ نگار نے لکھا کہ امام صاحب کا یہ فعل خلاف سنت تھا۔

㉒ سید رشید رضا نے اپنی کتاب الوحي المحمدي میں ہندوستان کے ایک پنڈت کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ نتھنوں اور کانوں میں کافور لگا کر چالیس روز کے لیے دفن ہو جاتا تھا اور پھر جب نکالا گیا اور گرم پانی سے

اسے نہلایا گیا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ شیخ صغیر احمد کا خیال ہے کہ یا تو یہ واقعہ جھوٹا ہے یا وہ پنڈت شیطان سے مدد لے کر کھاتا پیتا ہو گا۔ کہا کہ کافور کی خاصیت ہے کہ وہ مردے کے بدن میں جان ڈال دیتی ہے۔

(۲۳) مرزا غالب ماہِ رمضان میں ایک بند کوٹھری میں کھایا پیا کرتے تھے۔ کسی شخص نے کہا کہ اس حدیث میں شک معلوم ہوتا ہے کہ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ رمضان میں شیطان کو بند کر دیا جاتا ہے۔ تو مرزا غالب نے کہا: حدیث پر شک نہ کرو، یہی تو وہ کوٹھری ہے جس میں شیطان کو بند کیا جاتا ہے۔ غدر کے ہنگامے میں غالب بھی پکڑے گئے۔ انگریز نے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ تو کہنے لگے: آدھا مسلمان ہوں اور آدھا عیسائی! اس نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ تو بولے کہ شراب پیتا ہوں اور سور نہیں کھاتا۔

(۲۴) قصبہ مظفر پور (بہار) کے ریلوے اسٹیشن پر دو پلیٹ فارم ہیں جن کے درمیان ایک مسجد قائم ودائم ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ برطانوی دور میں جب یہاں اسٹیشن بن رہا تھا تو قصبے کے کلکٹر نے مسلمانوں سے کہا کہ اس مسجد کو گرانا ضروری ہے، ہم تمہارے لئے دوسری جگہ مسجد کھڑی کر دیتے ہیں، لیکن مسلمان اس بات کے لیے تیار نہ تھے۔ کلکٹر نے کہا کہ کسی عالم کو بھیجو، ہم اس سے بات کرتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالعظیم رحیم آبادی کو بھیجا گیا۔ کلکٹر نے مولانا کو سمجھانے کی کوشش کی اور کہا کہ تم عالم ہو کر بھی اس بات پر اصرار کرتے ہو کہ مسجد نہیں گرائی جائے گی تو مولانا نے کہا: اچھا تم یہ بتاؤ کہ اگر میں تم سے یہ مطالبہ کروں کہ جو سُوٹ تم پہنتے ہو، اُسے اتار دو اور الف ننگے ہو کر میرے ساتھ بازار چلو، میں تمہیں دوسرا سُوٹ دلوا دیتا ہوں تو کیا ایسا کر سکو گے؟ بولا کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا تو مولانا نے کہا: تو پھر اللہ کے گھر کو بھی ننگا نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بات کلکٹر کی سمجھ میں آ گئی چنانچہ ریلوے لائن کو مسجد کے دونوں اطراف سے گزار دیا گیا۔

(۲۵) حدیث «اعمل لدنياك كأنك تعيش أبدًا، واعمل لآخرتك كأنك تموت غدا!»

''اپنی دنیا کے لیے ایسے کام کرو جیسے تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے اور اپنی آخرت کے لیے ایسے کام کرو جیسے تم کل ہی مر جانے والے ہو۔''

یہ حدیث شیخ البانی کی سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ کی پہلی جلد میں موجود ہے لیکن لا أصل له![1]

(۲۶) مولانا ابو الاشبال نے بتایا کہ آپ کا ۱۹۷۱ء کا ایک سال مولانا عبدالرحیم اشرف کے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ لائل پور میں بحیثیتِ مدرّس گذرا ہے لیکن پھر ملیریا کی بنا پر آب وہوا کو سازگار نہ پایا تو وہاں سے چلا آیا۔ یہ بات اُنہوں نے حیاتِ نذیر حسین دہلوی (قرة العينين في حياة نذير حسين) کے دیباچہ میں لکھی یا تعلیقاتِ سلفیہ میں۔

[1] سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة: ١/ ٦٣ رقم: ٨ (ادارہ)

۲۷. سحر (جادو) صرف تخیل کا نام ہے یعنی دیکھنے والے کو وہ کچھ دکھائی دیتا ہے جو حقیقت میں نہیں۔ ایک جادو گر کا واقعہ ہے جس کے سامنے ایک بھاری تنا پڑا ہوا تھا اور وہ کہتا تھا کہ میں اسے کندھے پر اٹھا سکتا ہوں۔ لوگوں سے کہتا کہ اسے اُٹھا کر میرے کندھے پر رکھ دو، لوگ کہتے کہ ہم اسے کیسے اُٹھا سکتے ہیں؟ اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ اس نے واقعی اس بھاری تنے کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا ہے، وہاں ایک دوسرا بڑا جادو گر بھی موجود تھا- اس نے اس جادو گر کے جادو کو زائل کر دیا تو لوگوں نے دیکھا وہ تو اس تنے پر ایسے بیٹھے ہوا تھا جیسے گھوڑے کے پیٹھ پر بیٹھتے ہیں، اور اپنے دونوں پر ہلا رہا تھا۔

۲۸. ایک خبر اخبار کے توسط سے علم میں آئی کہ ایک عورت ایک عالم کے پاس آئی اور اس سے پوچھا کہ آیا اس کی توبہ قبول ہوئی یا نہیں؟ اُنہوں نے کہا کہ توبہ کیوں نہ قبول ہو گی! تو اس نے بتایا کہ میرا جرم بہت ہی سنگین ہے۔ میں غسالہ ہوں اور عورتوں کو نہلاتے وقت ان کی شرمگاہوں میں وہ جادو چھپا دیتی تھی جو لوگ ایک دوسرے پر کیا کرتے تھے تا کہ وہ قبر ہی میں دفن ہو جائے اور کوئی اس کا توڑ نہ کر سکے۔

۲۹. ایک شخص امام جعفر صادق کی زیارت کے لیے روانہ ہو رہا تھا۔ اس کے دوست نے کہا کہ میری ایک درخواست امام صاحب تک پہنچا دینا اور وہ یہ کہ آیا میں جنتی ہوں یا جہنمی! اس شخص نے کہا کہ اس بات کا علم صرف اللہ کو ہے! چنانچہ اس نے بالآخر امام صاحب سے پوچھ ہی لیا تو اُنہوں نے کہا کہ واقعی مجھے اس بات کا قطعاً علم نہیں ہے۔ یہ کہنے لگا کہ میرا دوست تو یقین رکھتا ہے کہ آپ کو واقعی اس بات کا علم ہے؟ امام صاحب نے کہا کہ اگر واقعی وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے تو اسے کہہ دو کہ وہ جہنمی ہے۔ اس آدمی نے واپس آکر ساری بات اپنے دوست کو بتا دی تو اس کا دوست کہتا ہے: نہیں! امام صاحب کو معلوم تھا لیکن وہ تقیہ کر گئے اور اس لیے کہ تم سُنّی ہو اور وہ سُنّی کو بتانا نہیں چاہتے تھے۔

۳۰. بہار کے ایک شہر میں ہندوؤں کا ایک مندر دیکھا جس میں باقاعدہ مرد اور عورت کے اعضائے خصوصی بنا کر رکھے گئے ہیں۔ لاولد عورتیں وہاں جا کر مرد کے عُضو کو ہلاتی ہیں تا کہ اُنہیں بھی اولاد حاصل ہو۔

سندھ میں ایک پیر صاحب کی قبر ہے جس کی پائنتی کی جانب ایک ٹیڑھی لیکن لمبی سی ایک اور قبر بھی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ دوسری قبر پیر صاحب کے عضوِ مخصوص کی ہے!

۳۱. جدہ میں اماں حوّا کی قبر پائی جاتی ہے اور اس سے ایک روایت منسوب کی جاتی ہے کہ قبر کے چاروں طرف ایک احاطہ تھا تو جدہ کے امیر کو یہ خواب آیا کہ اماں حوّا اس سے مخاطب ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ یہ احاطہ کیوں بنوا دیا؟ لوگ جب میرے سینے پر چلتے تھے تو مجھے خوشی محسوس ہوتی تھی، چنانچہ امیر نے وہ احاطہ گرا دیا۔ یہ کوئی قدیم روایت ہو گی کیونکہ موجودہ جائے قبر پر ایک وسیع وعریض احاطہ موجود ہے!

قرآن کریم کے حقوق اور ملّی اخوت کی اہمیت

دو اہم جامعات کی پر وقار تقاریب سے خطاب

حافظ ابتسام الٰہی ظہیر

گزشتہ چند دنوں کے دوران مجھے دو پر وقار تقاریب میں شرکت کا موقع میسر آیا۔ پہلی تقریب جامعہ لاہور الاسلامیہ کے امتحانی نتائج کے موقع پر لاہور کے سفاری پارک میں منعقد ہوئی۔ اہم مدارس دینیہ جہاں پر اسلامی تعلیم وتربیت کا اچھے طریقے سے اہتمام کرتے ہیں، وہیں پر ان میں غیر نصابی سرگرمیوں کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور کا ایک منظم اور معیاری ادارہ ہے۔ جامعہ کے مہتمم ڈاکٹر حافظ حسن مدنی اور ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی علمی ذوق رکھنے والے نوجوان ہیں، جو اپنے والد گرامی مولانا ڈاکٹر حافظ عبد الرحمٰن مدنی ﷾ کی نگرانی میں جامعہ ہذا کے اُمور چلاتے ہیں۔ ڈاکٹر حافظ حسن مدنی جامعہ لاہور الاسلامیہ کی گارڈن ٹاؤن برانچ کے ساتھ ساتھ پنجاب یونیورسٹی کے ادارہ علوم اسلامیہ سے وابستہ ہیں اور دینی اور دنیاوی علوم پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی دینی علوم کے ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ممتاز قاری ہیں۔ مدنی برادران کے ساتھ میرے تعلقات کئی برسوں پر محیط ہیں اور میں نے ان کو ہمیشہ دین سے محبت کرنے والا پایا۔ کئی مرتبہ علمی آرا میں اختلاف بھی رہا، لیکن اس کے باوجود خوشگوار تعلقات پر کسی قسم کے منفی اثرات مرتب نہیں ہوئے۔ جامعہ کے اساتذہ کے ساتھ بھی میری دیرینہ وابستگی ہے، جس کا ایک بڑا سبب گاہے بگاہے جامعہ میں نمازوں کی ادائیگی بھی ہے۔ جامعہ کے اساتذہ ہمیشہ مجھ سے پیار اور محبت والا معاملہ کرتے ہیں اور جامعہ میں ہونے والی تقاریب میں اکثر وبیشتر مجھے خطاب کی دعوت دی جاتی ہے۔ نماز کی ادائیگی کے لیے آنے جانے کے دوران ہونے والی علیک سلیک کے سبب جامعہ کے طلبہ بھی مجھ سے بہت حد تک مانوس ہو چکے ہیں۔

امتحانی نتائج کے موقع پر سفاری پارک کے ایک خوبصورت سبزہ زار میں جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ جمع ہوئے۔ اساتذہ کے لیے خوبصورت سٹیج آراستہ کیا گیا تھا، جبکہ جامعہ کے طلبہ کے لیے سبزہ زار کے اوپر ہی معیاری فرشی نشست کا اہتمام تھا۔ طلبہ ہمہ تن گوش تھے اور تلاوتِ قرآن مجید کے بعد ڈاکٹر مولانا حافظ

عبدالرحمٰن مدنی کی زیر صدارت ہونے والی تقسیم اسناد کی یہ تقریب بڑے خوبصورت انداز میں آگے بڑھتی رہی۔ معروف شاعر قاری تاج محمد شاکر نے دینی تعلیم کی اہمیت پر ایک بڑی خوبصورت نظم پڑھی، اسی اثنامیں مجھے خطاب کی دعوت دی گئی۔ میں نے طلبہ کے سامنے اس موقع پر قرآن مجید کے ساتھ وابستگی کے اہم عنوان پر اپنی چند گزارشات کو رکھا۔ جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی آخری مقدس کتاب ہے۔ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھی ہے؛ چنانچہ امتدادِ زمانہ اور گردشِ دوراں کے دوران قرآن مجید کی کسی ایک آیت، ایک لفظ، ایک حرف حتیٰ کہ کسی ایک حرکت میں بھی تبدیلی اور تغیر رونما نہیں ہوا۔ قرآن مجید سے وابستگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی کوشش کریں جو قرآن مجید کے حوالے سے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کے حوالے سے پہلی ذمہ داری جو اہلِ اسلام پر عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے پر کامل یقین ہونا چاہیے اور ہمارا اس کے آخری کتاب ہونے پر ایمان ہونا چاہیے۔ قرآنِ مجید کی سورۂ محمد کی پہلی آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی خطاؤں کو معاف فرمادیتے اور اس کے معاملات کو سنوار دیتے ہیں۔

قرآن مجید کے حوالے سے دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے۔ اس بات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد رمضان المبارک کے مہینے میں تو قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے، لیکن باقی ماندہ ایام میں تلاوت کا اہتمام نہیں کیا جاتا اور لوگ دنیوی اُمور میں کچھ اس انداز میں مشغول ہو جاتے ہیں کہ تلاوتِ قرآن مجید کے لیے وقت نہیں نکالتے۔ ہمیں بحیثیتِ مسلمان اپنے صبح وشام کے اوقات میں سے کچھ حصہ ضرور قرآن مجید کی تلاوت کے لیے نکالنا چاہیے۔

قرآن مجید کے حوالے سے تیسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ اس کے مطالب اور مفاہیم کو سمجھا جائے۔ قرآن مجید کے مفاہیم اور مطالب پر غوروخوض کے بعد انسان حق اور باطل میں امتیاز کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے مفہوم کو سمجھ کر ہی حلال وحرام کے مسائل کو سمجھا جا سکتا ہے اور انسان اُن راستوں کا تعین کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے جو دنیا اور آخرت کی کامیابیوں پر منتج ہوتے ہوں۔

قرآن مجید کے مفاہیم کو سمجھنے کے بعد اس پر عمل کرنا بھی اہل ایمان کی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس لیے نازل فرمایا کہ اس کے ساتھ تمسک کو اختیار کیا جائے، لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے ایسے لوگ جو قرآن مجید کے مفاہیم اور مطالب کو سمجھ سکتے ہیں، لیکن اس پر عمل پیرا ہونے پر آمادہ وتیار

نہیں ہوتے۔ایسے لوگ در حقیقت اپنے علم کا حق ادا نہیں کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہود کے بے عمل علما کو گدھے کی مانند قرار دیا کہ جن پر کتابوں کا بوجھ لاد دیا گیا ہے۔

قرآن مجید پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی تبلیغ کرنا بھی ہر مسلمان ومؤمن کی ذمہ داری ہے۔ تبلیغ کرنے کے لیے مکمل عالم ہونا شرط نہیں بلکہ جس شخص کے پاس بھی کتاب وسنت یا دین کے متعلق صحیح اور درست معلومات موجود ہوں، ان درست معلومات کو آگے پہنچاتے رہنا چاہیے۔

ان ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے قرآن مجید کو قائم کرنے اور اس کے نظام کو دنیا میں رائج کرنے کی کوششیں بھی جاری رکھنی چاہئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ مائدہ میں اس بات کا ذکر کیا کہ جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہی لوگ ظالم، فاسق اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے ہیں۔ عام طور پر سیاسی نظام کی کامیابی کے حوالے سے معاشی ترقی کو معیار قرار دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے نازل کردہ قوانین کو زمین پر نافذ کر دیا جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان اور زمین سے انسانوں کو رزق عطا فرماتے ہیں؛ چنانچہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۶۶ میں ارشاد ہوا:

''اور اگر بے شک وہ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف ان کے ربّ کی طرف سے ضرور وہ کھاتے (اللہ کا رزق) اپنے اوپر اور اپنے پاؤں کے نیچے سے۔''

اساتذہ اور طلبہ نے میری گفتگو کو انتہائی توجہ کے ساتھ سنا۔ تقریبِ تقسیم اسناد کے موقع پر کامیاب ہونے والے طلبہ انتہائی خوش تھے اور اپنے اچھے مستقبل کے بارے میں نیک تمناؤں اور خواہشات کو اپنے دل ودماغ میں بسائے ہوئے تھے۔یوں یہ پر وقار تقریب اپنے اختتام کو پہنچ گئی۔

☆ اسی طرح اِنہی ایام میں اسلامی جمعیت طلبہ نے پنجاب یونیورسٹی میں 'سہ روزہ قرآن کلاس' کا انعقاد کیا' جس میں مفتی عدنان کاکاخیل اور حافظ نعیم الرحمٰن صاحبان کے ساتھ مجھے بھی مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر اسلامی جمعیت طلبہ نے پنجاب یونیورسٹی کے سپورٹس گراؤنڈ میں ایک خوبصورت مارکی کو لگا کر جامعہ کے طلبہ کے لیے بڑے پیمانے پر شرکت کا بندوبست کیا تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد شروع ہونے والے اس پروگرام میں شرکت کے لیے جب میں جامعہ پنجاب میں پہنچا تو اسلامی جمعیت طلبہ کے ذمہ داران نے بڑے پرتپاک انداز میں استقبال کیا۔ طالب علموں کے بڑی تعداد میں چمکتے ہوئے چہرے دیکھ کر میرے دل میں ایک مسرت کی کیفیت پیدا ہوئی اور میرے دل میں یہ اُمنگ اور خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان طلبا کو مستقبل میں ملک

وملت کی خدمت کرنے والے کارکن بنادے۔ اس موقع پر میرے ذمے 'اخوت اور بھائی چارے کی اہمیت' کو واضح کرنے کی ذمہ داری کو لگایا گیا۔ چنانچہ میں نے اس موقع پر دین کی نسبت سے مسلمانوں کے باہمی تعلق کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس بات کو ان کے سامنے رکھا کہ دنیا میں تعلق کی مختلف بنیادیں ہیں اور لوگ علاقہ، جغرافیہ، ذات اور رنگ ونسل کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کو استوار کرتے ہیں، لیکن یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں تعلق کی کوئی بنیاد بھی دینی تعلق کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر دین نہ ہو تو باقی ماندہ تعلق غیر اہم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں سیدنا نوح اور سیدنا لوط علیہم السلام کی بیویوں اور ابولہب کا ذکر کیا جو اپنی خاندانی نسبتوں اور تعلق کے باوجود دنیا میں ناکام ونامراد ہوئے' اس کے مدمقابل بہت سے ایسے لوگ کامیاب ہوئے جنہوں نے دین کے ساتھ اپنے تعلق کو استوار کر لیا۔

اُمتِ مسلمہ کے زوال کی ایک بڑی وجہ نسل اور قوم پرستی کا ناسور ہے۔ اگر حقیقی معنوں میں مسلمان ملی درد رکھتے ہوں تو دنیا میں ترقی اور کامیابی ان کا مقدر بن سکتی ہے۔ کشمیر، برما، فلسطین، بنگلہ دیش اور ہندوستان میں ہونے والے مظالم کی ایک بڑی وجہ جہاں پر عالمی طاقتوں کی بے حسی ہے، وہیں پر اُمتِ مسلمہ کی غفلت بھی ایک بڑا سبب ہے۔ مسلمانوں کو اپنے پیش نظر اس خوبصورت شعر کو ضرور رکھنا چاہیے

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں ۔۔۔ تو ہندوستان کا ہر پیر وجواں بے تاب ہو جائے

اُمت کو زوال سے نکالنے کے لیے ہمیں اپنے دلوں میں دوبارہ اسلامی بھائی چارے کے احساس کو پیدا کرنا ہوگا۔ اگر ہم ایسا کر لیں تو یقیناً دنیا اور آخرت کا عروج ہمارا مقدر بن سکتا ہے۔

اس موقع پر اسلامی جمعیت طلبہ کے ذمہ داران اور پنجاب یونیورسٹی کے طلبہ نے میری تقریر کو بڑے انہماک سے سنا اور سال کے دوران قرآن مجید کے مطالعے میں دلچسپی رکھنے والے طلبہ کے درمیان قرآن کے خوبصورت نسخوں کو بھی تقسیم کیا گیا اور یوں یہ پروقار تقریب اپنے اختتام کو پہنچ گئی۔

(روزنامہ دنیا، لاہور: ۲۲ر دسمبر ۲۰۱۹ء)

علوم وفنون، افکار ونظریات اور تنظیموں وتحریکوں کے مرکز 'لاہور' میں عظیم الشان لائبریری

المكتبة الرحمانية

اساتذہ، محققین اور اعلیٰ تعلیم کے طلبہ کی علمی ضروریات کا اہم مرکز و مرجع

خصوصیات

- ہمہ نوعیت کے موضوع پر 45 ہزار علمی و دینی کتابیں
- بین الاقوامی DDC لائبریری سکیم کے تحت مرتب شدہ
- لائبریری میں موجود کتب کو گھر بیٹھے سرچ کرنے کی آن لائن سہولت
- پاکستان میں 900 دینی رسائل و جرائد کے شماروں کا سب سے بڑا مرکز
- فاضل شخصیات اور ماہر لائبریرین کے ذریعے موضوع تک رہنمائی
- قدیم و جدید تحقیقات کے حامل جدید ایڈیشن
- عرب ممالک سے شائع ہونے والی نئی کتب کا مرکز
- فوٹو کاپی کروانے کی سہولت اور مسجد کا انتظام
- پرسکون محل وقوع اور تعلیمی اداروں کے سنگم میں

سہولیات

- جملہ اُردو عربی تفاسیر اور علومِ قرآن کی تمام کتب
- حدیث نبوی، شروحِ حدیث اور علوم قرآن کے بیشتر مراجع
- فقہی مذاہب خمسہ کی اُمہات الکتب اور جدید فقہی موضوعات کا مستند ذخیرہ
- اسلامی سیاسیات واقتصادیات اور عمرانیات وغیرہ سے متعلقہ بیش بہا خزانہ
- اسلامی قانون سے متعلقہ جملہ اہم پہلوؤں پر اَسلاف کا نادر علمی ورثہ
- Ph.D وغیرہ محققین کے لیے علمی رہنمائی اور مشاورت

اوقات: صبح 09:00 بجے تا شام 05:00 بجے (چھٹی بروز جمعہ) — ایئر کنڈیشنڈ ہال

بمقام: دارہ' محدث' 99/ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور 042-35866396 لائبریرین: محمد اصغر 0305-4600861

Designing: AK 0321-4966404

www.kitabosunnat.com magazine.mohaddis.com

CPL No. 49
Vol. 50 No. 4
Monthly MUHADDIS Lahore
35866476
35866396

عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں

لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظرانداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

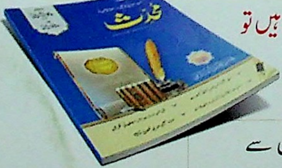

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ **محدث** لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

- قیمت فی شمارہ ۶۰ روپے
- زرِ سالانہ ۳۰۰ روپے

Designing: AK 0321-4966404

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700